باسمہٖ تعالیٰ

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرت

صفائی وپاکیزگی

کی

فضیلت واہمیت

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

صفائی وپاکیزگی

کی

فضیلت واہمیت

اسلام میں نظافت ونفاست اور پاکیزگی کی فضیلت واہمیت

اسلامی نظافت ونفاست کی جامعیت

صفائی وپاکیزگی اور حسن وجمال کی حدود وقیود

صفائی اور پاکیزگی کی مسنون ومستحب صورتیں

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نام کتاب: صفائی وپاکیزگی کی فضیلت واہمیت

مؤلف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: شعبان۱۴۳۰ھ اگست2009ء

صفحات: ٦٠

قیمت: روپے

b

ملنے کا پتہ

کتب خانہ ادارہ غفران چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی پاکستان

فون051-5507270 فیکس 051-5780728

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فہرست

شمار نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱	تمہید	۵
۲	اسلامی نظافت وپاکیزگی کی جامعیت	۶
۳	اسلام میں صفائی وپاکیزگی کی فضیلت واہمیت	۸
۴	صفائی وپاکیزگی اورحسن وجمال کی حدودوقیود	۱۲
۵	صفائی اورپاکیزگی کی مسنون ومستحب صورتیں	۲۱
۶	(۱)......جسم کے مخصوص اعضاء کی نظافت وصفائی	//
۷	(۲)......ناخنوں کی نظافت وصفائی	۲۴
۸	(۳)......زیرِناف اورزیرِبغل کی نظافت وصفائی	۲۵
۹	(۴)......مونچھوں کی نظافت وصفائی	۲۶
۱۰	(۵)......ڈاڑھی کی نظافت وصفائی	//
۱۱	(۶)......سر کے بالوں کی نظافت وصفائی	۲۸
۱۲	(۷)......منہ اوردانتوں کی نظافت وصفائی	۳۰
۱۳	(۸)......غسل کی شکل میں جسم کی نظافت وصفائی	۳۳
۱۴	(۹)......لباس کی نظافت وصفائی	۳۶

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

۱۵	(۱۰)......عطر وخوشبو کی شکل میں نظافت ونفاست	۳۸
۱۶	خواتین کوخوشبودار عطر کا استعمال منع ہے	۴۴
۱۷	(۱۱)......ہاتھوں کی نظافت وصفائی	//
۱۸	(۱۲)......آنکھوں کی نظافت وصفائی	۴۶
۱۹	(۱۳)......گھروں کی نظافت وصفائی	۴۷
۲۰	(۱۴)......برتنوں اور غذاؤں کی نظافت وصفائی	۵۱
۲۱	(۱۵)......راستوں کی نظافت وصفائی	۵۳
	(۱۶)......مساجد کی نظافت اور صفائی	۵۷
۲۲	**خلاصۂ کلام**	۵۹

نظافت ونفاست جہاں ایک طرف بذاتِ خود عبادت ہے، وہاں دوسری طرف اپنے اور دوسرے لوگوں کوتکلیف سے بچانے اورراحت فراہم کرنے کا بھی ذریعہ ہے، جوکہ اسلامی معاشرت کی بنیاد ہے۔مگر افسوس کہ آج کے دور کے اکثر مسلمان اسلام کی اس اہم تعلیم سے غافل ہیں، اور صفائی ستھرائی کے معاملے میں بہت پیچھے ہیں، اوراسی وجہ سے آج دنیا میں ان کے متعلق کوئی اچھا تصورنہیں پایا جاتا، جبکہ بعض کافر مسلمانوں کے اس طرزِ عمل اور حالت کو دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ نعوذ باللہ اسلام میں صفائی وستھرائی کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے، اور جو مسلمان خود ہی یہ نظریہ وعقیدہ رکھتے ہیں کہ اسلام میں صفائی ونظافت اور پاکیزگی کا کوئی تصورنہیں، وہ اس کے علاوہ ہیں۔نیز اس کے برعکس بعض مسلمان نظافت وجمال کے نام پر شریعت کے متعدد احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔اس افراط وتفریط کوشریعت کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں دور کرنے کی ضرورت ہے۔ (ص ۷)

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

مسلمانوں کا ایک طبقہ تو وہ ہے کہ جس نے صفائی اور ستھرائی کو اسلام سے جدا چیز بلکہ اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی چیز سمجھ لیا ہے، یا پھر اس کو کوئی معمولی چیز سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہے، اور اسی وجہ سے بہت سے دینی ذہن رکھنے بلکہ دین کے احکام اور سنتوں پر مضبوطی سے عمل کرنے والے بہت سے مسلمان بھی اس کی طرف سے غافل ہیں۔

چنانچہ ایک جگہ کا قصہ ہے کہ: ایک عیسائی شخص اسلام لے آیا، اور اس نے نماز بھی شروع کر دی۔ ایک مرتبہ وہ نماز پڑھنے کے لئے کسی مسجد میں گیا، وہاں وضوخانہ کی نالی میں اس نے ناک کی ریزش پڑی ہوئی دیکھی، تو اس نے اسے صاف کرنا اور دھونا شروع کیا، اس پر وہاں موجود بعض مسلمانوں نے کہا کہ تو مسلمان تو ہو گیا ہے، مگر تیرے دماغ سے عیسائیت کی بو نہیں نکلی جو ابھی تک صفائی کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ بعض مسلمانوں کے ذہنوں میں صفائی کے بارے میں کس قسم کا تصور قائم ہے، کہ وہ صفائی ستھرائی کو اسلام سے جدا چیز بلکہ دوسرے مذہب کی چیز سمجھتے ہیں۔

جبکہ مسلمانوں کا ایک طبقہ وہ ہے کہ جس نے چند ظاہری تصنع اور تکلف پر مشتمل چیزوں کا نام صفائی اور نظافت رکھ دیا ہے، اور اس کے نزدیک صفائی اور نظافت کا پورا نظام ان چند چیزوں کے ارد اگرد گھومتا ہے، حالانکہ شریعت نے جس صفائی اور نظافت کی تعلیم دی ہے، اور اس کو پسند کیا ہے، اس کو چند ظاہری تکلفات وتصنعات کی بھینٹ چڑھا دینا یہ سراسر شریعت کے ساتھ ناانصافی ہے، جبکہ ایک طبقہ وہ ہے کہ جو ہمہ وقت زیب وزینت اور حسن وجمال کی ہی ادھیڑ بن میں لگا رہتا ہے، اور اس کو ہی عین دین تصور کرتا ہے، اور اس کے لئے کسی شرعی حکم کی پابندی کا قائل نظر نہیں آتا، یہ بھی حدود سے تجاوز اور غلط ہے۔

اس قسم کی غلط فہمیوں کے ازالہ اور شرعی نظافت وصفائی اور پاکیزگی کی وضاحت کرنے کے لئے بعض حضرات کی خواہش پر بندہ نے ایک مختصر مضمون تحریر کیا، جو آگے آنے والے اوراق میں پیش کیا جا رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین! فقط۔ محمد رضوان

مورخہ ۲۶ شعبان ۱۴۳۰ھ/18 اگست 2009ء، ادارہ غفران۔ راولپنڈی

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی نظافت وپاکیزگی کی جامعیت

اسلام میں نظافت وصفائی اور پاکیزگی وجمال کی ایسی جامع اور کامل ومکمل تعلیم دی گئی ہے کہ جو کسی اور مذہب میں ملنا ناممکن ہے۔

خاص طہارت اور پاکی کے احکام تو شریعت نے مستقل طور پر اپنے مقام پر بیان کرہی دیئے ہیں، اور طہارت کا شریعت میں ایک مستقل جامع اور کامل نظام موجود ہے، جس کی ادنیٰ سے ادنیٰ جھلک کا بھی کسی دوسرے مذہب میں نام ونشان موجود نہیں۔

لیکن جو چیزیں اصطلاحی طہارت میں داخل نہیں بلکہ نظافت؛ صفائی وستھرائی اور نفاست وجمال میں داخل ہیں، ان پر بھی شریعت نے ایسے انداز سے روشنی ڈالی ہے کہ زندگی کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ اور چھوٹے سے چھوٹے پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا، اور اس سلسلہ میں پائی جانے والی ہر قسم کی افراط وتفریط سے بھی بچنے کا پورا پورا اہتمام کیا ہے۔

اسلام کے علاوہ دنیا کے دیگر مذاہب میں تو حقیقی طہارت کا کوئی تصور ہی نہیں پایا جاتا، صرف چند رسمی چیزوں کا نام طہارت رکھ دیا گیا ہے، جس کا حقیقی طہارت سے کوئی دور کا بھی رشتہ نہیں پایا جاتا، اور اگر اسلام کے علاوہ کسی مذہب میں نظافت ونفاست کا کوئی تصور پایا جاتا ہے، تو وہ بھی صرف چند سطحی اور ظاہری چیزوں تک محدود ہے، جو کسی بھی طرح سے افراط وتفریط سے پاک نہیں، بلکہ اس سے تکبر؛ فخر؛ ریاء کاری؛ شہرت، دِکھلاوے؛ اور تصنع وتکلف اور اسراف وفضول خرچی اور بے پردگی وعریانی اور مرد وعورت ہر ایک کو مادر پدر آزادی جیسے گناہ اور اخلاقی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں۔

مگر شریعت کا پیش کردہ نظافت وصفائی اور پاکیزگی وجمال کا نظام اس قسم کی بے اعتدالیوں سے بالکل پاک ہے، اس میں نہ تو چند رسمی چیزوں کا نام نظافت وپاکیزگی رکھا گیا ہے، اور نہ ہی نظافت وپاکیزگی اور جمال کے مفہوم میں تکبر؛ ریاء کاری؛ شہرت پسندی اور تصنع وتکلف جیسی خرابیاں سمانے کی گنجائش ہے، اور نہ ہی اس عنوان سے اسراف اور فضول خرچی کو جائز رکھا گیا ہے، اور نہ ہی زیب

Idara Ghufran

وزینت کے نام پر بے راہ روی اور بے پردگی وفحاشی اور مرد وعورت کو ایک دوسرے کی مشابہت کی اجازت دی گئی ہے۔

پھر اسی کے ساتھ شریعت نے صفائی و نظافت اور پاکیزگی و جمال کا جو نظام پیش کیا ہے، وہ ایسا جامع ہے، کہ اس میں ایسی چیزوں کی صفائی بھی داخل ہے، جو دوسرے کو آنکھوں سے نظر نہیں آتیں، اور ان کے فوائد ومنافع بہت دور رس ہیں، مثلاً یہ کہ ان کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی نظروں میں پسندیدہ ہوجاتا ہے، اور متعدد بیماریوں سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

اور ان کی خلاف ورزی کرنے کے نتیجہ میں کئی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے، اور پھر ان بیماریوں کے نتیجہ میں جو مالی اور جسمانی مسائل پیش آتے ہیں وہ ایک مستقل داستان بن کر رہ جاتے ہیں۔

اگر شریعت کے پیش کردہ نظافت اور صفائی کے نظام پر عمل کیا جائے، تو بہت سی بیماریوں سے بھی حفاظت ہوسکتی ہے۔

نظافت ونفاست جہاں ایک طرف بذاتِ خود عبادت ہے، وہاں دوسری طرف اپنے اور دوسرے لوگوں کو تکلیف سے بچانے اور راحت فراہم کرنے کا بھی ذریعہ ہے، جو کہ اسلامی معاشرت کی بنیاد ہے۔

مگر افسوس کہ آج کے دور کے اکثر مسلمان اسلام کی اس اہم تعلیم سے غافل ہیں، اور صفائی ستھرائی کے معاملے میں بہت پیچھے ہیں، اور اسی وجہ سے آج دنیا میں ان کے متعلق کوئی اچھا تصور نہیں پایا جاتا، جبکہ بعض کافر مسلمانوں کے اس طرزِ عمل اور حالت کو دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ نعوذ باللہ اسلام میں صفائی وستھرائی کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے، اور جو مسلمان خود ہی یہ نظریہ وعقیدہ رکھتے ہیں کہ اسلام میں صفائی ونظافت اور پاکیزگی کا کوئی تصور نہیں، وہ اس کے علاوہ ہیں۔

نیز اس کے برعکس بعض مسلمان نظافت و جمال کے نام پر شریعت کے متعدد احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

اس افراط وتفریط کو شریعت کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں دور کرنے کی ضرورت ہے۔

اس لئے ہم پہلے اسلام میں صفائی و پاکیزگی کی اہمیت وفضیلت پر اصولی روشنی ڈالتے ہیں، جس کے بعد اس کی حدود وقیود کا ذکر کریں گے، اور پھر اس کے بعد صفائی و پاکیزگی کے بارے میں شریعت کی تعلیمات کو فرداً فرداً ذکر کریں گے۔

Idara Ghufran

اسلام میں صفائی و پاکیزگی کی فضیلت واہمیت

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اسلام میں نظافت اور جمال کی صفت کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفت کے ساتھ قائم کیا گیا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں نبی ﷺ نے ارشادفرمایا کہ:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ .قَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً .قَالَ إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (مسلم، كتاب الايمان،باب تحريم الكبر وبيانه)

''جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہو، ایک شخص نے کہا کہ آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہیں، اور جمال کو پسند فرماتے ہیں، تکبر تو حق سے اعراض کرنے اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جمال وخوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت جمیل ہے، لیکن تکبر کو اللہ تعالیٰ سخت ناپسند فرماتے ہیں، جس کی حقیقت حق کا انکار کرنا اور حق سے اعراض کرنا اور لوگوں کو اپنی نظر میں حقیر سمجھنا ہے۔ [1]

اور ایک حدیث میں ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ شَيْءٌ مِنَ الْكِبْرِ الْجَنَّةَ قَالَ فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَتَجَمَّلَ بِسَبْقِ سَوْطِيْ وَشِسْعِ نَعْلِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] بطر الحق دفعه وإنكاره ترفعا وتجبرا وغمط الناس بفتح الغين المعجمة وسكون الميم وطاء وفي رواية الترمذي بصاد مهملة بدل الطاء وهما بمعنى احتقارهم يقال غمط يغمط كضرب يضرب وغمط يغمط كعلم يعلم(الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج ، كتاب الايمان،باب تحريم الكبر وبيانه)

Idara Ghufran

إِنَّ ذٰلِکَ لَيْسَ بِالْكِبْرِ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ إِنَّمَا الْكِبْرُ مَنْ سَفِهَ الْحَقَّ وَغَمَصَ النَّاسَ بِعَيْنَيْهِ(مسنداحمد حدیث نمبر ۱۶۵۷۴)

یعنی ’’جنت میں تکبر نام کی کوئی چیز داخل نہ ہوگی، ایک کہنے والے شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں تو جمال کو پسند کرتا ہوں، اپنے کوڑے اور اپنے جوتے کے تسمے تک میں بھی، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ تکبر نہیں ہے، بے شک اللہ عزوجل جمیل ہیں، اور جمال کو پسند فرماتے ہیں۔

تکبر تو حق سے اعراض کرنے اور لوگوں کو اپنی نظر میں حقیر سمجھنے کا نام ہے‘‘ [۱]

اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بخل سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے اظہار کی اس طرح فضیلت بیان فرمائی کہ:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يَّرٰى أَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ(ترمذی، ابواب الادب عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء إن الله تعالى يحب أن يرى أثر نعمته على عبده) [۲]

’’بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ اپنی نعمت اس کے بندے پر ظاہر ہو‘‘

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے، کہ:

"إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَّالَ وَيُحِبُّ أَنْ يَّرٰى أَثَرَ نِعَمِتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی حدیث نمبر ۱۰۱۸) [۳]

یعنی ’’بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہیں، اور جمال کو پسند فرماتے ہیں۔

اور اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر ظاہر ہو‘‘

اور جب اللہ تعالیٰ کو نفاست و پاکیزگی اور جمال پسند ہے، اور حضور ﷺ نے اس کی فضیلت وترغیب

---

[۱] قال الهيثمی: رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ ، وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ .(مجمع الزوائد ج۵ ص ۱۳۲، باب إظهار النعم واللباس الحسن)

[۲] وقال الترمذی: وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ(حواله بالا)

[۳] قال الهيثمی: رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى ، وَفِيهِ عَطِيَّةُ الْعَوْفِيُّ ، وَهُوَ ضَعِيفٌ ، وَقَدْ وُثِّقَ (مجمع الزوائد ج۵ ص ۱۳۲، باب إظهار النعم واللباس الحسن)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بیان فرمائی ہے، تو اس سے نظافت وصفائی کی اہمیت بھی معلوم ہوگئی، کیونکہ نفاست و جمال کا درجہ نظافت وصفائی سے اعلیٰ ہے، اور جب نفاست کا لحاظ کیا جاتا ہے، تو اس میں نظافت کا بھی لحاظ پایا جاتا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ :تَنَظَّفُوْا(الزھد لوکیع حدیث نمبر ۲۸۸)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نظافت اور صفائی کو اختیار کرو''

اور ایک روایت میں ہے کہ:

إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ ، نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ ، كَرِيْمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ ، جَوَّادٌ يُحِبُّ الْجُوْدَ(مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۷۵۹) [1]

یعنی ''بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہیں اور پاکیزگی کو پسند فرماتے ہیں، صاف ستھرے ہیں، اور صفائی ستھرائی کو پسند فرماتے ہیں، مہربان ہیں، اور مہربانی کو پسند فرماتے ہیں، بہت زیادہ سخی ہیں اور سخاوت کو پسند فرماتے ہیں''

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت پاکیزہ اور ایک صفت نظیف ہونا بھی ہے، اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نظافت اور صفائی وپاکیزگی کو پسند فرماتے ہیں۔

اور ایک حدیث میں یہ قصہ مذکور ہے کہ:

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ سَيِّءُ الْهَيْئَةِ ، فَقَالَ :أَلَكَ مَالٌ ؟ قَالَ :نَعَمْ مِنْ كُلِّ أَنْوَاعِ الْمَالِ ، قَالَ :فَلْيُرَ عَلَيْكَ ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحِبُّ أَنْ يَرٰى أَثَرَهٗ عَلٰى عَبْدِهٖ حَسَنًا وَلَا يُحِبُّ الْبُؤْسَ وَالتَّبَاؤُسَ (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۵۱۷۰) [2]

یعنی ''نبی ﷺ کے پاس بُرے حلیہ میں ایک شخص حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس

---

[1] اس حدیث کی سند میں خالد بن الیاس ہیں، جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں، مگر نظافت کا اسلام میں پسندیدہ ہونا قواعد وجزئیات سے ثابت ہے، اس لئے متن کے اعتبار سے یہ مضمون درست ہے۔

[2] قال الھیثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ ، وَتَرْجَمَ لِزُهَيْرٍ ، وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد ج۵ص ۱۳۲،باب إظھار النعم واللباس الحسن)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سے فرمایا کہ کیا آپ کے پاس مال ہے؟ تو اس نے کہا کہ جی ہاں، ہر قسم کا مال ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ پھر وہ آپ کے اوپر نظر آنا چاہیے، اور بے شک اللہ عزوجل اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ اپنے بندے پر مال کے اچھے اثر کو دیکھیں اور اللہ تعالیٰ برے حلیہ اور فقر وفاقہ اور تنگدستی کے اظہار کو پسند نہیں فرماتے'' [۱]

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ فِيْ هَيْئَةِ أَعْرَابِيٍّ، فَقَالَ لَهُ ": مَا لَكَ مِنْ مَالٍ؟ "، قَالَ : مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ آتَانِي اللّٰهُ، قَالَ ": فَإِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَنْعَمَ عَلَى الْعَبْدِ نِعْمَةً أَحَبَّ أَنْ تُرٰى عَلَيْهِ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۵۹۷۹ واللفظ لهٗ، المعجم الاوسط حديث نمبر ۳۶۵۳، المعجم الصغير حديث نمبر ۴۸۹، صحيح ابن حبان) [۲]

یعنی ''نبی ﷺ نے پراگندہ اور گردوغبار اور دیہاتی کے حلیہ میں ایک شخص کو دیکھا تو اس کو فرمایا کہ کیا آپ کے پاس مال نہیں ہے؟ تو اس نے کہا کہ جی ہاں، اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کا مال عطا فرمایا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ بے شک اللہ تعالیٰ جب بندے کو نعمت عطا فرمائیں تو اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ وہ نعمت اس بندے پر ظاہر بھی ہو''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ میلے کچیلے اور پراگندہ حالت والے انسان کو پسند نہیں فرماتے اور صفائی اور ستھرائی اور اپنے بندے پر اپنی عطا کردہ نعمتوں کے اظہار کو پسند فرماتے ہیں۔ [۳]
بشرطیکہ شرعی حدود سے تجاوز نہ ہو، اور حدود کا ذکر آگے آتا ہے۔

---

[۱] (ويكره البؤس) وهو شدة الحال والفاقة والذلة (والتباؤس) إظهار الفقر وشدة الحاجة

[۲] قال الهيثمي:
رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ (مجمع الزوائد ج۵ ص۱۳۲، باب إظهار النعم واللباس الحسن)

[۳] اشعث البعيد العهد للغسل والنظافة (جامع الاصول، حواله)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

صفائی وپاکیزگی اور حسن وجمال کی حدود وقیود

اس سے پہلے کہ ہم نظافت وجمال کے بارے میں فرداً فرداً مسنون ومستحب امور کا تذکرہ کریں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نظافت وصفائی اور پاکیزگی وجمال کو اختیار کرنے کے سلسلہ میں شریعت نے جواصول وقواعد متعین کئے ہیں، ان کا جائزہ لے لیں۔

تاکہ اسلامی نظافت وجمال، غیراسلامی نظافت وجمال سے ممتاز رہے، اور اس عنوان سے کسی غلط فہمی یا گمراہی میں مبتلا ہونے کی نوبت نہ آئے، اور ان کی روشنی میں ہر قسم ونوع کے جمال وپاکیزگی کا حکم معلوم کیا جاسکے، اور اگرچہ ان سب اصول وقواعد کا حاصل یہ ہے کہ شریعت کے احکام میں سے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کی جائے، لیکن وہ احکام کیا ہیں؟

ان کو جاننے کے لئے الگ الگ قواعد ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱)......نظافت وصفائی اور پاکیزگی وجمال کے بارے میں سب سے اہم اصول تو یہ ہے کہ اس کو اختیار کرنے کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا، اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار ہو، فخر وتکبر اور نمود ونمائش یا دوسرے کو دھوکہ میں مبتلا کرنا مقصود نہ ہو۔

چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی افراط تفریط سے بچنے کی بھی ساتھ ہی تعلیم فرمادی ہے، چنانچہ فرمایا کہ:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا فِيْ غَيْرِ مَخِيْلَةٍ وَلَا سَرَفٍ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ تُرٰى نِعْمَتُهُ عَلٰى عَبْدِهِ (مسند احمد حديث نمبر ۶۷۰۸ واللفظ لهٗ، مستدرک حاکم حديث نمبر ۷۱۸۸، مسند الطيالسی حديث نمبر ۲۳۶۳) [۱]

ترجمہ: (اپنی حسبِ حیثیت اچھا) کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو، اور لباس پہنو؛ لیکن نہ تو

---

[۱] قال الحاكم:
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ (حواله بالا)
وقال الذهبی فی التلخيص:
صحيح (حواله بالا)

Idara Ghufran

تکبر کے ساتھ ہو اور نہ ہی اسراف وفضول خرچی کے ساتھ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ ان کی (دی ہوئی) نعمت ان کے بندے پر ظاہر ہو(ترجمہ ختم)

اس حدیث میں ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اظہار کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے، اور دوسری طرف افراط وتفریط سے بچنے کے لئے تکبر وتفاخر اور فضول خرچی سے منع کر دیا گیا ہے۔

البتہ اگر دوسروں کو تکلیف سے بچانا اور ان کو راحت پہنچانا مقصود ہو، اور اپنی بڑائی و برتری ظاہر کرنا اور دوسرے کو دھوکہ میں مبتلا کرنا پیشِ نظر نہ ہو، تو یہ غرض بھی اخلاص کے خلاف نہیں۔

کیونکہ اسلام میں دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بچنے کی تعلیم ہے، اور دوسرے مسلمان کا دل خوش کرنا بھی عبادت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو دوسروں کے سامنے نمود ونمائش اور اپنے آپ کو دوسروں سے اعلیٰ وافضل ظاہر کرنے یا دوسروں کو دھوکہ میں مبتلا کرنے کے لئے حسن وجمال اور زیب وزینت کو اختیار کیا جاتا ہے، بالخصوص خواتین اس مرض میں مبتلا ہیں، یہ شریعت کی رُو سے درست اور عبادت نہیں، بلکہ گناہ ہے۔ [۱]

(۲)...... یہ بھی ضروری ہے کہ نظافت وجمال میں کوئی غلط مشابہت لازم نہ آتی ہو، اور اس میں اسلام کی تعلیم کردہ سادگی کی شان برقرار رہتی ہو۔

چنانچہ کافروں یا فاسقوں اور متکبروں کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں، اور اُن کے طرزِ عمل سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

اسی طرح مرد کو عورتوں کی مشابہت اور عورتوں کو مَردوں کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ:

اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الْإِيمَانِ (مسند احمد)

''سادگی ایمان کا حصہ ہے''

---

[۱] اور اسی وجہ سے سفید بالوں کو سیاہ خضاب کرنا گناہ ہے، اور اسی طرح ایسی سرجری کرانا جس سے انسان کے بڑھاپے کے آثار دوسروں کی نظروں سے چھپ جائیں، یہ بھی جائز نہیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لہٰذا ضروری ہے کہ نظافت اور حسن وجمال کے معاملہ میں ایسا طرزِ تکلف اختیار نہ کیا جائے، جس سے اسلام کی تعلیم کردہ سادگی فوت ہو جائے۔ ۱؎

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ(ابوداؤد، باب فی لبس الشهرة، حديث نمبر ۳۵۱۲، معجم اوسط، حديث نمبر ۸۳۲۷؛ مسند البزار حديث نمبر ۲۹۶۶)

جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، تو وہ انہی میں سے ہوگا۔

اور ایک حدیث میں ہے:

مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ أَلْهَبَ فِيْهِ نَارًا (ابن ماجه، بَاب مَنْ لَبِسَ شُهْرَةً مِنْ الثِّيَاب، واللفظ له؛ سنن ابی داؤد، باب فِي لُبْسِ الشُّهْرَةِ، مسند احمد، حديث ۵۴۰۶)

''جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا تو اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائیں گے، پھر اس ذلت کے لباس میں آگ بھڑکائیں گے''

۱؎ قلت إنما حث عليها لئلا يعدل عنها عند الحاجة ولا يتكلف للثياب المتكلفة كما هو مشاهد فى عادة الناس حتى فى العلماء والمتصوفة فأما من اتخذ ذلك دينا وعادة مع القدرة على الجديد والنظافة فلا لأنه خسة ودناءة ويؤيد ما ذكرنا ما رواه البيهقى عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه إن الله تعالى يحب المؤمن المتبذل الذى لا يبالى ما لبس رواه الترمذى وكذا الحاكم عن ابن عمر وعن جابر رضى الله تعالى عنه قال أتانا رسول الله زائرا فرأى أى فى الطريق أو عندنا رجلا شعثا بفتح فكسر وتفسيره قوله قد تفرق شعره بفتح العين ويسكن فقال ما كان ما نافية وهمزة الإنكار مقدرة أى ألم يكن يجد هذا أى الرجل ما يسكن به رأسه أى ما يلم شعثه ويجمع تفرقه فعبر بالتسكين عنه ورأى رجلا عليه ثياب وسخة بفتح فكسر فقال ما كان يجد هذا ما يغسل به ثوبه أى من الصابون أو الأشنان أو نفس الماء قال الطيبى أنكر عليه بذاذته لما يؤدى إلى ذلته وأما قوله البذاذة من الإيمان فإثبات التواضع للمؤمن كما جاء المؤمن متواضع وليس بذليل وله العزة دون التكبر ومنه حديث أبى بكر أنك لست ممن يفعله خيلاء قلت الصواب أن البذاذة وهى القناعة بالدون من الثياب لا تنافى النظافة التى ورد أنها من الدين ولا تستلزم المذلة عند أرباب اليقين كما أشرنا إليه فيما تقدم(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۸ص ۲۵۶، ۲۵۷، كتاب اللباس)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس حدیث میں شہرت اور فخر تفاخر اور کبر وتکبر کے لباس پر ایسی سخت وعید سنائی گئی ہے، کہ جس کا کسی دوسرے مذہب میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ [۱]

اور ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :نَهٰى عَنِ الشُّهْرَتَيْنِ أَنْ يَلْبَسَ الثِّيَابُ الْحَسَنَةُ الَّتِيْ يُنْظَرُ إِلَيْهِ فِيْهَا أَوِ الزِّيْنَةَ أَوِ الرَّثَّةَ الَّتِيْ يُنْظَرُ إِلَيْهِ فِيْهَا (شعب الإيمان، فَصْلٌ فِي كَرَاهِيَةِ لُبْسِ الشُّهْرَةِ مِنَ الثِّيَابِ فِي النَّفَاسَةِ أَوْ فِي الْخَسَاسَةِ)

یعنی ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشہرت کی چیزوں سے منع فرمایا، ایک یہ کہ اچھا لباس اس طور پر پہنا جائے کہ اس کی طرف دیکھا جائے (یعنی لوگ متوجہ ہوں) دوسرے ایسی زینت یا بوسیدہ لباس کہ جس کی طرف دیکھا جائے (یعنی لوگ متوجہ ہوں)''

مطلب یہ ہے کہ نہ تو اچھا لباس یا زینت اس طور پر ہو کہ لوگوں میں اس کی شہرت ونمائش ہو، اور نہ ہی بوسیدہ اور خستہ حالت اس طور پر ہوتا کہ لوگوں میں اس کی بزرگی کی شہرت یا غربت کا چرچا ہو۔ بلکہ دونوں چیزوں کے درمیان اعتدال قائم ہو۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (بخاری)

---

[۱] من لبس ثوب شهرة أى ثوب تكبر وتفاخر وتجبر أو ما يتخذه المتزهد ليشهر نفسه بالزهد أو ما يشعر به المتسيد من علامة السيادة كالثوب الأخضر أو ما يلبسه المتفيقهة من لبس الفقهاء والحال أنه من جملة السفهاء فى الدنيا ألبسه الله ثوب مذلة ضد المعزة يوم القيامة أى جزاء وفاقا فإن المعالجة بالأضداد ومفهومه أن من اختار ثوب مذلة وتواضع لله فى الدنيا ألبسه الله ثوب معزة فى العقبى قال القاضى الشهرة ظهور الشىء فى شيئه بحيث يشهر به صاحبه والمراد بثوب شهرة ما لا يحل لبسه وإلا لما رتب الوعيد عليه أو ما يقصد بلبسه التفاخر والتكبر على الفقراء والاذلال بهم وكسر قلوبهم أو ما يتخذه المساخر ليجعل به نفسه ضحكة بين الناس أو ما يرائى به من الأعمال فكنى بالثوب عن العمل وهو شائع قال الطيبى والوجه الثانى أظهر لقوله ألبسه الله ثوب مذلة وفى النهاية أى أشمله بالذل كما يشمل الثوب البدن (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یعنی ''رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مَردوں اور مَردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے''

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ (سنن ابی داود مسند احمد السنن الکبری، المعجم الکبیر صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان المستدرک علی الصحیحین للحاکم)

یعنی ''رسول اللہ ﷺ نے ایسے مرد پر لعنت فرمائی، جو عورت جیسا لباس پہنے، اور ایسی عورت پر لعنت فرمائی جو مرد جیسا لباس پہنے''

مرد حضرات کو زیور استعمال کرنا جائز نہیں، اور اس کی اجازت خواتین کے ساتھ خاص ہے، چنانچہ خواتین کو سونے چاندی اور اس کے علاوہ کسی دوسری چیز (مثلاً دھات، اسٹیل، سلور اسٹیل، پیتل، تانبا وغیرہ) سے بنا ہوا زیور پہننا جائز ہے۔

البتہ انگوٹھی صرف سونے چاندی کی پہننا جائز ہے، سونے چاندی کے علاوہ کسی اور چیز کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں۔ [۱]

لیکن عورت کو اجنبیوں کے سامنے اپنی زیب وزینت ظاہر کرنا جائز نہیں، اور اسی وجہ سے خواتین کو بجتا زیور پہننا درست نہیں، جیسے جھانجھ، چھاگل، آواز والی پازیب وغیرہ۔

آج کل جو مرد حضرات عورتوں کی طرح سروں پر لمبے لمبے بال رکھتے اور ان میں چٹیا باندھتے ہیں، یا ڈاڑھی منڈا کر ہیجڑوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، یا عورتیں اپنے سر کے بال کٹواتی ہیں، یا ہندوؤں کے طرز پر مانگ میں رنگ بھرتی ہیں، یا ماتھے پر قشقہ لگاتی ہیں، یہ جائز نہیں۔

(۳)...... یہ بھی ضروری ہے کہ نظافت وجمال کے عمل میں تکلف اور غلو سے کام نہ لیا جائے، کہ اس میں منہمک ہو کر اپنے دینی ودنیوی ضروری کاموں میں بھی حرج واقع ہو جائے یا اس میں مبتلا ہو کر اسراف وفضول خرچی کی نوبت آئے۔

---

[۱] البتہ مرد کو صرف چاندی کی ساڑھے چار ماشہ کے وزن تک کی انگوٹھی پہننے کی اجازت ہے۔

Idara Ghufran

لہٰذا اس کے ساتھ فرض وواجب جیسا معاملہ کرنا، ہر وقت بن ٹھن کر رہنے کا اہتمام کرنا اور بناؤ سنگھار کو ایک مستقل مشغلہ بنالینا اور طرح طرح کے طریقے اس کے لئے سوچنا اور ذہن کو ہر وقت اس میں الجھا کر رکھنا اور اس کی خاطر نماز اور دوسرے شرعی تقاضوں کو متأثر کرنا یا اس کی وجہ سے ضروری واجبی حقوق فوت کرنا اور اپنی حیثیت سے آگے بڑھنا دراصل حد سے تجاوز کرنا ہے، جو کہ جائز نہیں۔

اسی وجہ سے حدیث میں ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد)

رسول اللہ ﷺ نے بغیر ناغہ کے (مسلسل) کنگھی کرنے سے منع فرمایا۔

اس کی وجہ یہی ہے کہ اس میں مبالغہ نہ کیا جائے، جیسا کہ آج کل بعض لوگ ہمیشہ مانگ پٹی کے مشغلہ میں لگے رہتے ہیں، کیونکہ یہ تکلف اور تصنع میں داخل ہے۔ [1]

(۴)...... یہ بھی ضروری ہے کہ نظافت جمال کی خاطر اللہ تعالیٰ کی کسی فطرت میں تغییر نہ کی جائے، جس کو قرآن وحدیث کی زبان میں ''تغییر خلق اللہ'' کہا جاتا ہے۔

اور احادیث میں اس کو ملعون عمل بتلایا گیا ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] فالمراد به ترک المبالغة فی الترفه وقد روی أبو أمامة بن ثعلبة رفعه البذاذة من الإیمان اه وهو حدیث صحیح أخرجه أبو داود والبذاذة بموحدة ومعجمتین رثاثة الهیئة والمراد بها هنا ترک الترفه والتنطع فی اللباس والتواضع فیه مع القدرة لا بسبب جحد نعمة الله تعالی وأخرج النسائی من طریق عبد الله بن بریدة أن رجلا من الصحابة یقال له عبید قال کان رسول الله صلی الله علیه و سلم ینهی عن کثیر من الارفاه قال ابن بریدة الارفاه الترجل قلت الارفاه بکسر الهمزة وبفاء وآخره هاء التنعم والراحة ومنه الرفه بفتحتین وقیده فی الحدیث بالکثیر إشارة إلی أن الوسط المعتدل منه لا یذم وبذلک یجمع بین الأخبار وقد أخرج أبو داود بسند حسن عن أبی هریرة رفعه من کان له شعر فلیکرمه وله شاهد من حدیث عائشة فی الغیلانیات وسنده حسن أیضا (فتح الباری، لابنِ حجر، باب ترجیل الحائض)

Idara Ghufran

لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰہِ تَعَالٰی مَالِیْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ(وَمَا آتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ)(بخاری)

’’کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے جسم کو گودنے اور گودوانے والی عورتوں پر (گودنے کے معنیٰ ہیں جسم پر خاص طریقہ پر کچھ لکھائی یا کوئی نقش ونگار کرنا جو بعد میں مٹتا نہیں) اور حسن پیدا کرنے کے لئے منہ کے بال نچوانے والی عورتوں پر اور دانتوں کے درمیان خلا کرانے والی عورتوں پر جو کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطری صورت کو بدلنے والی ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کیا ہے کہ میں ان پر لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور قرآن مجید میں بھی ان پر لعنت موجود ہے (جیسا کہ ارشاد ہے) ”مَآ اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ“ یعنی جس چیز کا تم کو اللہ کا رسول حکم دیں اس پر عمل کرو‘‘

اوران اعمال پر چونکہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے پیشِ نظر حضور ﷺ کا بیان فرمودہ یہ حکم واجبُ العمل ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حسن وجمال پیدا کرنے کے لئے ”تغییرِ خلق اللّٰہ“ یعنی اللہ کی فطرت وخلقت کو بدلنا جائز نہیں۔

اسی وجہ سے خواتین کا حسن وجمال پیدا کرنے کے لئے پلکوں کو باریک کرنا، یا دانتوں کے درمیان خلاء پیدا کرنا، یا جسم کو گودوانا جائز نہیں۔ [۱]

(۵)......نظافت اور جمال کو حاصل کرنے کے لئے کسی حرام وناپاک چیز کو استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔

---

[۱] (المغیرات خلق الله) ھی صفة لازمة لمن تصنع الثلاثة قال الطبرانی :لا یجوز للمرأة تغیر شیئ من خلقتها بزیادة ولا نقص التماسا للتحسن للزوج ولا غیره کمفروتة الحاجبین تزیل ما بینهما توهم البلج وعکسه وأخذ منه عیاض أن من خلق بأصبع زائدة أو عضو زائد لا تحل له إزالته لأنه تغییر لخلق الله إلا إذا ضره(فیض القدیر للمناوی تحت حدیث رقم ۷۲۷۱)

Idara Ghufran

کیونکہ ناپاک چیز کا استعمال طہارت کے اصولوں کے خلاف ہے، جس کے بارے میں مستقل دلائل اپنے مقام پر موجود ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ زیب وزینت کے لئے جو بعض مرد یا خواتین ناپاک اشیاء استعمال کرتی ہیں، مثلاً خنزیر کی چربی پر مشتمل کریم یا سرخی وغیرہ، وہ جائز نہیں۔ [1]

(۶)......نظافت وجمال کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ حیاء وغیرت کا لحاظ کیا جائے، اور بے حیائی و بے غیرتی اور بے پردگی میں مبتلا نہ ہوا جائے، کیونکہ یہ چیزیں اسلام کی رُو سے پاکیزگی وجمال کے بالکل خلاف ہیں۔

اور لباس کا اولین اور بنیادی مقصد ستر پوشی کر کے فطری حیا اور غیرت کے تقاضے کو پورا کرنا ہے۔

اور اسی وجہ سے ایسا لباس پہننا جو مختصر یا باریک یا چست ہونے کی وجہ سے ستر کو نہ چھپاتا ہو لباس کے بنیادی اور اولین مقصد ستر پوشی کے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ شریعت نے مرد وعورت کے لئے حیاء وپردہ کے جو ضابطے مقرر فرمادیئے ہیں، ان کا پورا پورا لحاظ کیا جائے، اور خاص کر خواتین اجنبی اور نامحرموں کے سامنے اپنی زیب وزینت کا اظہار نہ کریں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ (سورہ نور آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ: اور عورتیں اپنی اوڑھنیوں کو اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں، اور زینت کو (نامحرموں کے سامنے) ظاہر نہ کیا کریں (ترجمہ ختم)

اور ارشاد ہے کہ:

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ (حوالہ بالا)

ترجمہ: اور عورتیں اپنے پیروں کو اس طرح زمین پر نہ ماریں جس سے ان کی چھپی ہوئی

---

[1] اسی طرح کوئی ایسا عمل اختیار کرنا جس سے وضو اور غسل صحیح ادا نہ ہو سکے، وہ بھی جائز نہیں، مثلاً ناخن پالش، کیونکہ یہ بھی طہارت میں خلل کا باعث ہیں، اور ان کا مآل بھی ناپاکی ہے، اگرچہ ابتداءً نہ ہو، لزوماً ہو۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

زینت (مثلاً زیور کی آواز) ظاہر ہو (ترجمہ ختم)

البتہ خواتین کو اپنے شوہروں کے سامنے حسن وجمال کے اظہار کو جائز بلکہ شوہروں کے لئے زیب وزینت اختیار کرنے کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو عورتیں نامحرموں اور اجنبیوں کے لئے زیب وزینت کو اختیار کرتی یا باریک، یا چست یا مختصر لباس پہنتی ہیں، اور اس کے برعکس شوہروں کے سامنے سڑی بھسی اور میلی کچیلی رہتی ہیں، یہ اسلامی رو سے قطعاً جائز نہیں۔

(۷)...... یہ بھی ضروری ہے کہ شریعت نے جس جس مقام پر زیب وزینت اور پاکیزگی وجمال کی جن صورتوں میں حد بندی فرمادی ہے، اور ساتھ ہی دوسری مخصوص صورتوں کی ممانعت فرمادی ہے، ان کا لحاظ کیا جائے، مثلاً چالیس دن کے اندر اندر ایک مرتبہ انگلیوں کے ناخن کاٹنا وغیرہ۔

ظاہر ہے کہ نظافت اور جمال کا ایسا پاک اور جامع نظام کہ جس میں کسی خرابی کی گنجائش نہ ہو، خالق ومالک کے علاوہ اور کوئی عطا نہیں کرسکتا، یہ سب اسلام ہی کی خوبی ہے۔

نظافت اور حسن وجمال کے جائز ہونے کے لئے مذکورہ اصولوں کی رعایت شرعاً ضروری ہے، اور ان اصولوں کی روشنی میں ہر قسم کی نظافت اور حسن وجمال کے جائز وناجائز ہونے کو پہچانا جاسکتا ہے۔ [۱]

لیکن شریعت نے ان اصول وقواعد کے بیان پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ الگ الگ جزئیات کی صورت میں نظافت اور صفائی اور پاکیزگی وجمال کی صورتوں کو متعین ومنقح کردیا ہے۔

اور جو چیزیں نظافت وصفائی اور پاکیزگی وجمال کے خلاف ہیں، ان کی نشاندہی کردی ہے۔

;

---

[۱] اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آج کل کے مروجہ بیوٹی پارلروں میں ان اصولوں کی رعایت عام طور پر نہیں پائی جاتی۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

صفائی اور پاکیزگی کی مسنون ومستحب صورتیں

اب ہم اس سلسلہ میں اسلام کی طرف سے تعلیم کردہ مسنون ومستحب امور اور آداب اور شرعی ہدایات کو چند عنوانات کے ذیل میں فرداً فرداً ذکر کرتے ہیں۔

(۱)......جسم کے مخصوص اعضاء کی نظافت وصفائی

جسم اور بدن کی صفائی کے لئے شریعت نے غسل کی تعلیم دی ہے، جس میں پورے جسم کی صفائی آجاتی ہے؛ اور پورے جسم کا غسل کرنا ہر شخص کے لیے ہر روز مشکل ہے، اس لیے شریعت نے صفائی سُتھرائی کے لیے جسم کے بعض مخصوص حصوں کو روزانہ صاف سُتھرا رکھنے کا ایک جامع نظام پیش کیا ہے۔

چنانچہ منہ کی صفائی کے لئے مسواک کو اور ہاتھ پاؤں کی صفائی کے لئے مختلف اوقات میں ہاتھ پاؤں دھونے کی تعلیم دی ہے۔

اور اسی کے ساتھ جسم کے وہ مخصوص حصے جہاں میل کچیل جمع ہونے کے زیادہ امکانات ہیں، اُن کے لیے ایسا دستور پیش کیا ہے، جس سے اُن مقامات پر میل کچیل جمع ہونے سے حفاظت ہو جائے۔

چنانچہ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے ناخن کاٹنے اور جسم کے مخصوص حصوں کے بال دُور کرنے کو مقرر کیا ہے۔

اور جہاں انسان رہائش اختیار کرتا ہے، اس جگہ کی صفائی کی بھی تعلیم دی ہے، جس میں جسمانی صحت کے علاوہ روحانی صحت کا بھی لحاظ کیا گیا ہے، کہ ان چیزوں کو شریعت نے عبادت وثواب قرار دیا ہے، اور روحانی پاکیزگی کے ساتھ ظاہر کی صفائی کا تعلق قائم کیا ہے۔

اور طبی اعتبار سے صحت کی حفاظت کے لئے بھی ان چیزوں کی صفائی ایک مسلمہ مسئلہ ہے۔

چنانچہ اطباء کا کہنا ہے کہ تندرست رہنے کے لئے ہر چیز میں صفائی بہت ضروری ہے۔

اس کا لحاظ کئے بغیر اچھی غذائیں، پُرتعیش زندگی، قیمتی اور اعلیٰ درجے کے لباس صحت برقرار رکھنے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کے لئے کافی نہیں۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَالِاسْتِنْشَاقُ بِالْمَاءِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ .يَعْنِيْ اَلِاسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ .قَالَ زَكَرِيَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ (ابوداؤد،باب السِّوَاكِ مِنَ الْفِطْرَةِ واللفظ لهٗ،مسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة،،ترمذی،ابن ماجةوغيره)

یعنی”دس چیزیں فطرتِ اسلام (اور سب نبیوں کے طریقہ) میں داخل ہیں:

ایک مونچھوں کو کٹانا،دوسرے داڑھی کو بڑھانا،تیسرے مسواک کرنا،چوتھے ناک میں پانی ڈالنا۔

پانچویں ناخن کاٹنا،چھٹے جسم میں میل کچیل جمع ہونے والے حصوں (مثلاً انگلیوں کے جوڑوں) کودھونا۔

ساتویں بغل کے بال صاف کرنا،آٹھویں زیرِ ناف بال مونڈنا،نویں پانی سے استنجا کرنا،اورراوی کہتے ہیں کہ میں دسویں چیز بھول گیااوروہ غالبًا کلی کرنا ہے“

اس حدیث میں جسم کی بنیادی نظافت کو جامع انداز میں بیان کردیا گیاہے،اورجسم کے وہ تمام حصے جن میں میل کچیل زیادہ جمع ہونے کے امکانات تھے،ان کے بارے میں صفائی اور نظافت کی ایسے انداز میں تعلیم دے دی گئی ہے کہ اس پر عمل کرنے سے انسان کا پورا جسم میل کچیل سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ [1]

---

[1] (وغسل البراجم) بفتح الباء وكسر الجيم برجمة بضمهما عقد الأصابع ومفصلها وغسلها منفردة سنة وليس بمختص بالوضوء ونبه بها على ما عداها مما اجتمع فيه الوسخ كأنف وأذن (ونتف الإبط) أي شعره (وحلق العانة) الشعر الذي حول ذكر الرجل وفرج المرأة (وانتقاص الماء) بقاف وصاد مهملة على الأشهر كناية عن الاستنجاء بالماء أو نضح الفرج به لأن انتقاص الماء المطهر لازم له وقيل معناه انتقاص

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس حدیث شریف میں جسم میں میل کچیل جمع ہونے والے حصوں کو دھونے کی جو تعلیم دی گئی ہے، اس کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ یہ مستقل سنت ہے، اور وضو کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

اور اس میں اُنگلیوں کے جوڑ اور کانوں اور ناک دونوں کے سوراخ، اور آنکھوں کے دائیں بائیں کے حصے، اور بدن کے وہ تمام حصے داخل ہیں، جن میں پسینہ اور گرد وغبار جمع ہونے کی وجہ سے میل پیدا ہوجاتا ہے۔ [1]

پھر صفائی ستھرائی کے ان اُمور کو فطرت سے تعبیر کیا گیا ہے، اور فطرت ان چیزوں کو کہا جاتا ہے کہ انسان کی طبیعتِ سلیمہ ان کو پسند اور قبول کرتی ہو۔

اور انبیائے کرام علیہم السلام کی طبیعت سب سے زیادہ سلامتی والی ہوتی ہے، ان امور کو انبیائے کرام بھی لازماً اختیار اور پسند کرتے ہیں۔

اس لئے امورِ فطرت ایسے کاموں کو بھی کہہ دیا جاتا ہے، جن پر تمام انبیاء اور رسولوں کا عمل ہو۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

البول بالماء لأنه إذا غسل الذكر بعد بوله انقطع البول لأن فى الماء خاصية قطع البول فالمصدر على الأول مضاف للفاعل وعلى الثانى للمفعول وعليه فالمراد بالماء البول وروى بالفاء وهو نضح الماء على داخل إزاره بعد الطهر دفعا للوسواس قال النووى :والصواب الأول.(تنبيه) يتعلق بهذه الخصال مصالح دينية ودنيوية تدرك بالتتبع منها تحسين الهيئة وتنظيف البدن جملة وتفصيلا والاحتياط للطهر والإحسان إلى المخالط بكف ما يتأذى بريحه ومخالفة شأن الكفار من نحو مجوس ويهود ونصارى وامتثال أمر الشارع والمحافظة على ما أشار إليه بقوله سبحانه *(فأحسن صوركم) * فكأنه قال حسنت صوركم فلا تشوهوها بما يقبحها والمحافظة عليها محافظة على المروءة والتألف لأن الإنسان إذا كان حسن الهيئة انبسطت إليه النفوس فقبل قوله وحمد رأيه وعكسه عكسه.(فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۵۴۳۲)

[1] وَأَمَّا (غَسْلُ الْبَرَاجِم) فَسُنَّة مُسْتَقِلَّة لَيْسَتْ مُخْتَصَّة بِالْوُضُوءِ (الْبَرَاجِم) بِفَتْحِ الْبَاء وَبِالْجِيمِ جَمْع بُرْجُمَة بِضَمِّ الْبَاء وَالْجِيم وَهِيَ عَقْد الْأَصَابِع وَمَفَاصِلهَا كُلّهَا .قَالَ الْعُلَمَاء :وَيَلْحَق بِالْبَرَاجِمِ مَا يَجْتَمِع مِنْ الْوَسَخ فِي مَعَاطِف الْأُذُن وَهُوَ الصِّمَاخ فَيُزِيلهُ بِالْمَسْحِ لِأَنَّهُ رُبَّمَا أَضَرَّتْ كَثْرَته بِالسَّمْعِ ، وَكَذَلِكَ مَا يَجْتَمِع فِي دَاخِل الْأَنْف ، وَكَذَلِكَ جَمِيع الْوَسَخ الْمُجْتَمِع عَلَى أَيّ مَوْضِع كَانَ مِنْ الْبَدَن بِالْعَرَقِ وَالْغُبَار وَنَحْوهمَا .وَاَللَّه أَعْلَم (شرح النووى علىٰ مسلم ، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور جو سب کا متفق علیہ طریقہ ہو اور ساتھ ہی ہم کو اس پر عمل کرنے کا بھی حکم ہو۔ [1]
جس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں صفائی اور نظافت کو پسند کیا گیا ہے، اور انبیائے کرام علیہم السلام نے اس کو اختیار کیا ہے۔

(۲)......ناخنوں کی نظافت وصفائی

حدیث میں ناخن کاٹنے کو بھی فطرتِ اسلام اور انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔
اسی لیے شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ ہفتے میں ایک دن ہاتھوں اور پاؤں کی اُنگلیوں کے ناخن کاٹ لینے چاہئیں۔
اور ناخن کاٹنے کے لیے جمعہ کا دن زیادہ بہتر ہے۔
اور چالیس دن سے زیادہ ناخن نہ کاٹنا گناہ ہے۔
چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وُقِّتَ لَنَا فِيْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمِ الْأَظْفَارِ وَنَتْفِ الإِبْطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ أَنْ لَّا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً (مسلم، باب خصال الفطرة)

یعنی ’’مونچھیں اور ناخن تراشنے اور زیرِ بغل وزیرِ ناف بال صاف کرنے میں ہمارے لئے چالیس روز کی حد مقرر کی گئی ہے کہ اس سے زیادہ وقت ہم نہ چھوڑیں‘‘

یہ روایت مرفوع حدیث کا حکم رکھتی ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں میں چالیس دن سے

---

[1] وأراد بالفطرة السنة القديمة التي اختارها الأنبياء عليهم السلام واتفقت عليها الشرائع فكأنها أمر جبلي فطروا عليه(عمدة القاري، كتاب اللباس، باب إخراج المتشبهين بالنساء من البيوت)
وَالْمُرَاد هَاهُنَا هِيَ السُّنَّة الْقَدِيمَة اِخْتَارَهَا اللَّه تَعَالَى لِلْأَنْبِيَاءِ فَكَأَنَّهَا أَمر جِبِلِّيّ فُطِرُوا عَلَيْهَا (حاشية السندي على النسائي ، كتاب الزينة، باب سنن الفطرة)
من الفطرة أي السنة يعني سنة الأنبياء الذين أمرنا بالاقتداء بهم(فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۵۴۳۲)
ذَهَبَ أَكْثَر الْعُلَمَاء إِلَى أَنَّهَا السُّنَّة ، وَكَذَا ذَكَرَهُ جَمَاعَة غَيْر الْخَطَّابِيّ قَالُوا :وَمَعْنَاهُ أَنَّهَا مِنْ سُنَن الْأَنْبِيَاء صَلَوَات اللَّه وَسَلَامه عَلَيْهِمْ ، وَقِيلَ :هِيَ الدِّين (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۸ ، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

زیادہ تاخیر کرنا گناہ ہے۔ [1]

لمبے لمبے ناخُن رکھنا کوئی عقل مندی یا فائدہ کی بات نہیں، بلکہ نقصان دہ بات ہے، چنانچہ ناخُن نہ کاٹنے سے ان میں میل جمع ہوجاتا ہے، اوراگر زیادہ دِنوں تک ناخُن نہ کاٹے جائیں تو ان کے نیچے تہہ بہ تہہ میل جمتی رہتی ہے، جس کی وجہ سے بعض اوقات زہریلے جراثیم بھی تیار ہوجاتے ہیں؛ جو کھانا کھاتے ہوئے جسم کے اندر بھی پہنچ سکتے ہیں، اور دوسری چیزوں میں بھی منتقل ہوسکتے ہیں، نیز بعض اوقات وضواور غسل میں بھی خَلَل آ سکتا ہے، غرضیکہ شرعی، طبی اور طبعی ہر لحاظ سے یہ کام چھوڑنے کے قابل ہے۔

افسوس ہے کہ بعض مسلمان اس سلسلہ میں غفلت ولا پرواہی کا شکار ہیں، اور چالیس دن گزرنے کے باوجود ناخن نہیں کاٹتے، جبکہ بعض نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں نعوذ باللہ بطورفیشن بڑے بڑے ناخن رکھنے کا رواج ہے، بعض نوجوان لڑکے یا لڑکیاں پوری اُنگلیوں کے تو نہیں البتہ چند انگلیوں یا ایک انگلی کے ناخن بڑے کرکے رکھتے ہیں، اور چالیس دن گزرنے پر بھی نہیں کاٹتے۔

اولاً تو چالیس دن گزرنے کے باوجود ناخن نہ کاٹنا گناہ ہے، اور فیشن کی غرض سے یہ عمل کرنا دوسرا گناہ ہے۔

(۳)......زیرِ ناف اورزیرِ بغل کی نظافت وصفائی

حدیث میں بغل کے بال صاف کرنے اور زیرِ ناف بال مونڈنے کو بھی فطرتِ اسلام اور انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ بتلایا گیا ہے، اوراس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن مقرر کردی گئی ہے لہٰذا چالیس دن گزرنے کے باوجود ان دونوں مقامات کے بال صاف نہ کرنا گناہ ہے۔

---

[1] وَالِاعْتِمَادُ عَلَى رِوَايَةِ مُسْلِمٍ فَإِنَّ قَوْلَهُ " :وُقِّتَ لَنَا "كَقَوْلِ الصَّحَابِيِّ :أُمِرْنَا بِكَذَا وَنُهِينَا عَنْ كَذَا وَهُوَ مَرْفُوعٌ كَقَوْلِهِ :قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى الْمَذْهَبِ الصَّحِيحِ الَّذِى عَلَيْهِ الْجُمْهُورُ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ وَالْأُصُولِ .ثُمَّ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُمْ لَا يُؤَخِّرُونَ فِعْلَ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ عَنْ وَقْتِهَا فَإِنْ أَخَّرُوهَا فَلَا يُؤَخِّرُونَهَا أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، وَلَيْسَ مَعْنَاهُ الْإِذْنَ فِى التَّأْخِيرِ أَرْبَعِينَ مُطْلَقًا (المجموع شرح المهذب، جزء۲ صفحه ۲۸۱)

Idara Ghufran

اور زیرِ بغل اور زیرِ ناف بالوں کے بارے میں بھی شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ کاٹ لینا بہتر ہے، اور جمعہ کا دن ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

جسم کے ان دونوں حصوں میں خاص طور پر میل کچیل جمع ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے جراثیم اور بدبو پیدا ہو جاتی ہے، جو اپنے لیے بھی نقصان دہ ہے، اور دوسروں کی تکلیف کا بھی باعث ہے۔

اس لئے شریعت نے زیرِ ناف اور زیرِ بغل بالوں کو صاف کرنے کی تعلیم دی، تاکہ میل کچیل اور گندگی وبدبو سے جسم محفوظ رہے۔ [1]

(۴)......مونچھوں کی نظافت وصفائی

حدیث میں مونچھیں کاٹنے کو بھی فطرتِ اسلام اور انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔

شریعت نے جو حکم ناخنوں اور زیرِ ناف اور زیرِ بغل بالوں کا بیان کیا ہے، وہی حکم مَردوں کے لیے مونچھوں کا بھی بیان کیا ہے کہ مونچھیں بھی چالیس دن کے اندر اندر کاٹ لینی چاہئیں، اور لمبی لمبی مونچھیں نہیں رکھنی چاہئیں۔

اور ہفتے میں ایک مرتبہ کاٹ لینا بہتر ہے، جس میں جمعہ کے دن کی رعایت مستحب ہے۔

مونچھوں کا مقام چہرے پر ایسی جگہ ہے کہ اُس کے اوپر ناک واقع ہے، اور نیچے منہ۔

ناک سے آنے والی رطوبت اور سانس سے اور منہ کے ذریعے کھانے پینے والی چیزوں سے مونچھوں کے بال ملوّث ہونے کا امکان ہوتا ہے، اور جب ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ مونچھوں کو صاف کرلیا جائے گا تو صفائی سُتھرائی کا لحاظ ہوگا۔

(۵)......ڈاڑھی کی نظافت وصفائی

مَرد حضرات کے چہرہ پر شرعی مقدار کے مطابق ڈاڑھی کا ہونا اسلامی شان اور مردانگی کی علامت اور انسانی شرافت وعظمت کی نشانی اور فطرت کا تقاضا ہے، اس سے مرد کے چہرہ کو جمال اور

---

[1] الْمُسْتَحَبُّ نَتْفُهُ وَذَلِكَ سَهْلٌ لِمَنْ تَعَوَّدَهُ فَإِنْ حَلَقَهُ جَازَ؛ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ النَّظَافَةُ، وَأَنْ لا يَجْتَمِعَ الْوَسَخُ فِي خَلَلِ ذَلِكَ وَرُبَّمَا حَصَلَ بِسَبَبِهِ رَائِحَةٌ، وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَبْدَأَ بِالْإِبِطِ الْأَيْمَنِ كَمَا سَبَقَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ (المجموع شرح المهذب، ج۲ص۲۸۵)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

زینت حاصل ہوتی ہے۔

حدیث میں ڈاڑھی بڑھانے کو بھی فطرتِ اسلام اور انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ :إِنَّ فِطْرَةَ الْإِسْلَامِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَالْاِسْتِنَانُ ،وَأَخْذُ الشَّارِبِ ، وَإِعْفَاءُ اللُّحٰى ، فَإِنَّ الْمَجُوْسَ تُعْفِيْ شَوَارِبَهَا ، وَتُحْفِيْ لُحَاهَا ، فَخَالِفُوْهُمْ ، خُذُّوْا شَوَارِبَكُمْ، وَاعْفُوْا لُحَاكُمْ (صحيح ابن حبان، حديث نمبر ۱۲۲۱)

یعنی ”بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اسلام کی فطرت جمعہ کے دن غسل کرنا، اور مسواک کرنا، اور مونچھوں کو کاٹنا، اور ڈاڑھی کو بڑھانا ہے، پس بے شک مجوسی اپنی مونچھیں بڑھاتے ہیں، اور ڈاڑھی کٹاتے ہیں، تو تم ان کی مخالفت کرو، تم اپنی مونچھوں کو کاٹو، اور ڈاڑھی کو بڑھاؤ“

ایک حدیث میں ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دُهْنَ رَأْسِهِ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهِ (شمائلِ ترمذی، باب ما جاء فی ترجل رسول الله صلی الله علیه وسلم، حدیث نمبر ۳۳)

یعنی ”رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک پر کثرت سے تیل لگایا کرتے تھے، اور ڈاڑھی مبارک میں کثرت سے کنگھا کیا کرتے تھے“

حضرت مجاہد سے مرسلاً روایت ہے کہ:

رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا طَوِيْلَ اللِّحْيَةِ فَقَالَ : لِمَ يُشَوِّهُ أَحَدُكُمْ نَفْسَهُ ؟قَالَ :وَرَأٰى رَجُلًا ثَائِرَالرَّأْسِ ، -يَعْنِيْ شَعْثًا - فَقَالَ : مَهُ، أَحْسِنْ إِلٰى شَعْرِكَ أَوْ احْلِقْهُ (مراسيل أبی داود، حديث نمبر ۴۲۴)

یعنی ”نبی ﷺ نے ایک لمبی ڈاڑھی والے کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے کو (غیر ضروری لمبی ڈاڑھی کر کے) بدشکل نہ بنائے۔

Idara Ghufran

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ: نبی ﷺ نے ایک اور آدمی کو دیکھا جس کے سر کے بال الجھے ہوئے پراگندہ تھے؛ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، اپنے بالوں کو خوبصورت ومزین کر کے رکھو، یا ان کو منڈوا دو (ترجمہ ختم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُجَفَّلَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ فَقَالَ ": عَلٰى مَا شَوَّهَ أَحَدُكُمْ أَمْسِ ؟ "قَالَ :وَأَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى لِحْيَتِهِ وَرَأْسِهِ يَقُوْلُ " :خُذْ مِنْ لِحْيَتِكَ وَرَأْسِكَ "(شعب الايمان للبيهقي ،الأربعون من شعب الإيمان وهو باب في الملابس والزى والأواني وما يكره منها،فصل في الأخذ من اللحية والشارب،اخبارِ اصبهان حديث نمبر ۱۵۴۳)

یعنی ''نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال الجھے ہوئے تھے، تو نبی ﷺ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے بدنما بنا دیا؟ (راوی کہتے ہیں) اور نبی ﷺ نے ان کی ڈاڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا، آپ یہ فرما رہے تھے کہ اپنی ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو کٹوا کر برابر کیجئے''

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ شریعت میں داڑھی کی نظافت وصفائی اور اُس کی خوبصورتی کا بھی حکم ہے۔

اور اس کی ایک مٹھی کی مقدار اور اس میں تیل لگانا، کنگھا کرنا اور دھونا یہ سب باتیں اس کی نظافت وجمال کی دلیل ہیں۔

اور اس کے برعکس داڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے کم کرنا، جمال وزینت کو ضائع وختم کرنا ہے۔

(۶)......سر کے بالوں کی نظافت وصفائی

سَر کے بالوں کے بارے میں شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ اُن کی صفائی سُتھرائی کا خاص اہتمام کیا جائے، حضور ﷺ بالوں میں کنگھا فرمایا کرتے تھے اور تیل کا استعمال بھی فرمایا کرتے تھے۔

Idara Ghufran

اس عمل سے بالوں کا گردوغبار اور میل کچیل دُور ہو جاتا ہے، بالوں میں جوئیں پڑنے سے حفاظت رہتی ہے۔

اور اگر کوئی مَرد سَر پر بال رکھے تو اُس کے لیے ضروری ہے کہ اُن کی صفائی ستھرائی کا خاص اہتمام کرے اور اگر یہ نہ کر سکے تو پھر بالوں کو منڈوا دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ كَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ (سنن أبی داود، باب فِی إِصْلاَحِ الشَّعْرِ، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبرانی، المعجم الأوسط، شعب الإيمان، مشكل الآثار)

یعنی ''جس کے بال ہوں، تو اسے چاہئے کہ ان کا اکرام کرے''

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُوْلُ : مَنْ رَبّٰى مِنْكُمْ شَعْرًا فَلْيُكْرِمْهُ ، قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَمَا كَرَامَتُهٗ ؟ قَالَ : يُدَهِّنُهٗ ، وَيُمَشِّطُهٗ كُلَّ يَوْمٍ (أخبار أصبهان لابی نعيم الأصبهانی حديث نمبر ۷۸۴)

یعنی ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تم میں سے جو بال رکھے، تو اسے چاہئے کہ ان کا اکرام کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ بالوں کا اکرام کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ان کو تیل لگائے، اور ہر روز ان میں کنگھا کرے''

اس حدیث میں ہر روز کنگھا کرنے کا ذکر ہے، اور بعض احادیث میں کبھی ناغہ کرنے کا بھی حکم ہے، دونوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔

کیونکہ جن احادیث میں ناغہ کرنے کا حکم ہے، ان کا مطلب یہ ہے کہ کنگھا کرنے میں اتنا مبالغہ نہ کیا جائے کہ کسی صورت میں ناغہ ہی نہ ہونے دے، یا ہر وقت مانگ پٹی کے چکر میں الجھا رہے، کیونکہ اس میں حدود سے تجاوز ہے۔ [1]

---

[1] (من كان له شعر فليكرمه) بتعهده بالتسريح والترجيل والدهن ولا يتركه حتى يتشعث ويتلبد لكنه لا يفرط فی المبالغة فی ذلک للنهی عن الترجل إلا غبا (فيض القدير للمناوی تحت حديث رقم ۸۹۷۴)

Idara Ghufran

(۷)......منہ اور دانتوں کی نظافت وصفائی

حدیث میں مسواک کرنے کو بھی فطرتِ اسلام اورانبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔

انسان کے اعضاء میں منہ کا عضو ایک امتیازی مقام وشان رکھتا ہے، اور عادتاً جسم کو غذا اور بنیادی ایندھن فراہم کرنے کے لئے منہ ہی ذریعہ اور واسطہ بنتا ہے۔

اور دوسرے سے گفتگو وکلام کرنے بلکہ اللہ تعالیٰ سے بھی (ذکر وتلاوت وغیرہ کی شکل میں) ہم کلامی ومناجات کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور سانس کی آمدورفت کی شکل میں زندگی کا چراغ روشن رہنے کے لئے واسطہ بنتا ہے۔

اس لئے اس اہم اور کثیر الاستعمال عضو کی نظافت کو حاصل وباقی رکھنے کے لئے زیادہ صفائی درکار تھی، اس لئے شریعت کی طرف سے مسواک کی شکل میں ایک عمدہ اور جامع نظام فراہم کر دیا گیا۔

اور رات دن میں کم از کم پانچ مرتبہ ہر نماز کے لئے وضو کرتے وقت مسواک کی تعلیم دی گئی، اور تبدیلیٔ احوال کے موقع پر بھی اس کو سنت قرار دیا گیا، اور اس پر عظیم الشان فضائل بتلائے گئے ہیں چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

اِسْتَاکُوْا وَتَنَظَّفُوْا (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، کتاب الطھارۃ،باب فی أی ساعۃ یستحب السواک ؟، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۷۴۴۲)

یعنی ’’مسواک کرو، اور نظافت وصفائی حاصل کرو‘‘

مسواک سے منہ کی صفائی ہوتی ہی ہے، اسی کے ساتھ کلے، جبڑے اور دانتوں کی ورزش بھی ہوجاتی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ:

اَلسِّوَاکُ مِطْهَرَۃٌ لِلْفَمِ، وَمَرْضَاۃٌ لِلرَّبِّ (بخاری، نسائی، ابنِ ماجہ، مسند احمد)

یعنی ’’مسواک منہ کی صفائی اور رب تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے‘‘

اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

أُمِرْتُ بِالسِّوَاکِ حَتّٰی خَشِیْتُ أَنْ یُّکْتَبَ عَلَیَّ (مسند احمد حدیث

Idara Ghufran

نمبر ۱۵۴۳۳)

یعنی ''مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسواک کا اتنا زیادہ حکم دیا گیا، کہ مجھے اپنے اوپر اس کے فرض ہوجانے کا خوف ہوا''

اور ایک موقع پر کچھ لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

مَا لِیُ أَرَاکُمُ تَأْتُونِیُ قُلُحًا اسْتَاکُوُا لَوُلَا أَنُ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِیُ لَفَرَضُتُ عَلَیُهِمُ السِّوَاکَ کَمَا فَرَضُتُ عَلَیُهِمُ الْوُضُوۡءَ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۷۳۸ واللفظ لہٗ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۲۸۷، سنن البیهقی، مسند ابی یعلیٰ الموصلی)

یعنی ''یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں پیلے دانتوں کی حالت میں آتا ہوا دیکھ رہا ہوں، تم مسواک کیا کرو، اور اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں پڑ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں (بحکمِ الٰہی) ان پر مسواک کو فرض قرار دے دیتا، جس طرح سے ان پر وضو کو فرض قرار دیا''

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے دانتوں کے صاف نہ کرنے پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔

حضور ﷺ سے رات کو سونے سے پہلے، سو کر اٹھنے کے بعد، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد اور دیگر مختلف اوقات میں مسواک کرنا ثابت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا دَخَلَ بَیۡتَهٗ بَدَأَ بِالسِّوَاکِ (صحیح مسلم، مسند احمد صحیح ابنِ حبان)

یعنی ''نبی ﷺ گھر میں داخل ہوتے وقت سب سے پہلے مسواک فرماتے تھے''

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ کَانَ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّیۡلِ یَشُوۡصُ فَاهُ

Idara Ghufran

بِالسِّوَاکِ (بخاری، کتاب الجمعة، باب طول القیام فی صلاة اللیل)

یعنی ”نبی ﷺ جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف فرمایا کرتے تھے“

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَقَدْ كُنْتُ أَسْتَنُّ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ وَبَعْدَ مَا أَسْتَيْقِظُ وَقَبْلَ مَا آكُلُ وَبَعْدَ مَا آكُلُ حِينَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا قَالَ (مسند احمد حدیث نمبر ۸۸۲۷، واللفظ لہٗ، شعب الایمان للبیهقی)

یعنی ”میں سونے سے پہلے اور سو کر اٹھنے کے بعد؛ اور کھانے سے پہلے؛ اور کھانے سے فارغ ہو کر مسواک کرتا ہوں، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں آپ کا ارشاد سنا“

اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَسْتَنُّ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهٖ وَهُوَ يَقُولُ عَأْ عَأْ (نسائی، باب كَيْفَ يَسْتَاكُ، واللفظ لہٗ، ابو داؤد، باب كَيْفَ يَسْتَاكُ)

یعنی ”میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور اس وقت آپ مسواک فرما رہے تھے، اور مسواک کا کنارہ آپ کی زبان پر تھا، اور آپ عأ عأ کی آواز نکال رہے تھے“

مطلب یہ ہے کہ آپ مسواک سے زبان مبارک کو بھی اہتمام کے ساتھ صاف فرما رہے تھے، اور اس کی وجہ سے مخصوص آواز پیدا ہو رہی تھی۔

اس کے علاوہ حضور ﷺ کا مسواک کا دوسروں کو ہدیہ فرمانا بھی احادیث سے ثابت ہے۔
(ملاحظہ ہو: المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۳۵۹، معرفة الصحابہ لابی نعیم اصبهانی، والاحاد والمثانی لابن ابی عاصم)

منہ اور دانتوں کی صفائی سے جہاں ایک طرف دانت صاف ستھرے رہتے ہیں اور خوبصورتی اور دوسروں کی کشش کا باعث ہوتے ہیں، اسی کے ساتھ کیڑا لگنے سے اور میل کچیل سے محفوظ ہو کر ایک

Idara Ghufran

لمبی مدت تک پائیدار اور مضبوط ہوجاتے ہیں،اس کے علاوہ کئی بیماریوں سے بھی حفاظت رہتی ہے۔
اگر منہ گندہ ہوتو غذاء منہ سے گندگی (خوراک کے سڑے ہوئے ذرات وغیرہ) کو لے کر معدہ میں جاتی ہے اور انسان طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہوجاتا ہے۔

(۸)......غسل کی شکل میں جسم کی نظافت وصفائی

شریعت نے صفائی اور نظافت کے لئے غسل کی تعلیم دی ہے، اور اگرچہ صفائی اور نظافت حاصل کرنے کے لئے روزانہ غسل کرنا بھی کارِ خیر میں داخل ہے، کیونکہ یہ صفائی ونظافت کا حصہ ہے، جس کی شریعت نے فضیلت بیان کی ہے۔

لیکن کیونکہ ہر شخص کے لئے روزانہ غسل کرنے میں دشواری تھی، اور ہر موسم میں روزانہ غسل مشکل تھا، اس لئے شریعت نے یومیہ غسل کا مکلّف کرنے کے بجائے؛ عام حالات میں ہفتہ بھر میں کم از کم ایک مرتبہ غسل کرنے کی تاکید واہمیت بیان کی۔

اور ہفتہ میں بھی جمعہ کے دن کی خصوصیت کا لحاظ کیا ہے، کیونکہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لئے بطورِ خاص نظافت کا دن ہے۔

اوراس کے دلائل اپنے مقام پر مذکور ہیں۔[۱]

چنانچہ حضرت مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَشِفَ الْهَيْئَةِ سَيِّىءَ الْهَيْئَةِ، فَقَالَ "‏:‏هَلْ لَكَ مَالٌ؟ "، قَالَ ‏:‏نَعَمْ، قَالَ "‏:‏مَا مَالُكَ؟ "، قَالَ ‏:‏إِبِلٌ، وَخَيْلٌ، وَرَقِيقٌ، قَالَ "‏:‏فَإِذَا آتَاكَ اللهُ مَالًا أَوْ قَالَ ‏:‏خَيْرًا فَلْيُرَ عَلَيْكَ، فَإِنَّ اللهَ إِذَا أَكْرَمَ عَبْدًا أَحَبَّ أَنْ يَّرٰى كَرَامَتَهُ عَلَيْهِ "(المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۵۹۷۴ واللفظ لہٗ، مسند احمدحدیث نمبر ۱۵۳۲۳، صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۵۴۱۶،مستدرک حاکم)[۲]

---

[۱] تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''جمعۃ المبارک کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں۔

[۲] قوله ‏:‏وأنا قشف ‏:‏وهو ترك التنظف، ورجل متقشف ‏:‏لا يتعاهد الغسل(غريب الحديث لابراهيم الحربي حديث نمبر ۲۶، باب قشف)

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یعنی ”مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس میلی کچیلی اور بری حالت میں آئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا آپ کے پاس مال ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کس قسم کا مال ہے؟ میں نے کہا اونٹ، گھوڑے اور غلام سب ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال یا خیر عطا فرمائی ہے، تو (اس کے اثرات) آپ کے اوپر نظر آنے چاہئیں، کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو نعمت سے نوازتے ہیں، تو اس نعمت کو اس پر دیکھنے کو پسند فرماتے ہیں“

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے:

حَقٌّ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ یَّغْتَسِلَ فِیْ کُلِّ سَبْعَةِ اَیَّامٍ یَغْسِلُ رَأْسَهٗ وَجَسَدَهٗ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۴۰۲)

یعنی ”اللہ تعالیٰ کے لئے ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ ہر سات دن میں (ایک مرتبہ) غسل کرے، اُس میں اپنے سر اور پورے جسم کو دھوئے“

اگرچہ غسل میں سر اور جسم کو دھونا بھی داخل تھا، لیکن مستقل طور پر اپنے جسم دھونے کا ذکر فرمانے سے اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس غسل میں صرف جسم پر پانی بہالینا کافی نہیں، بلکہ پورے جسم اور خاص طور پر سر کو اس طرح دھونا چاہیئے، جس طرح کسی دوسری چیز کو میل کچیل وغیرہ دور کرنے کے لئے دھویا جاتا ہے، اور اس میں صرف پانی بہا دینے کو کافی نہیں سمجھا جاتا۔

اور پھر خصوصیت کے ساتھ سر کا ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے؛ کہ سر دیگر اعضاء کے مقابلہ میں ایسا عضو ہے کہ جو مختلف وجوہات کی بناء پر زیادہ صفائی کا محتاج ہے، اور سر کے میل کچیل سے پورا جسم بہت زیادہ متأثر ہوتا ہے، نیز یہ دوسروں کی تکلیف کا باعث بننے میں زیادہ سبقت رکھتا ہے۔

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے:

حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ یَغْتَسِلَ فِیْ کُلِّ سَبْعَةِ اَیَّامٍ کَاِغْتِسَالِهٖ مِنَ الْجَنَابَةِ

Idara Ghufran

یَغْسِلُ جَسَدَہٗ وَ رَأْسَہٗ، یَجْعَلُ ذَالِکَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ (مسند الطیالسی، حدیث نمبر ۲۶۸۴)

یعنی''ہر مسلمان پر حق (سنت) ہے کہ وہ ہر سات دن میں (ایک مرتبہ) غسل کرے،جس طرح (اہتمام کے ساتھ)جنابت کا غسل کیا جاتا ہے،اُس میں اپنے پورے جسم اور سر کو دھوئے ،یہ غسل جمعہ کے دن کرے''

جنابت کا غسل طہارت وپاکی حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے،اوراس کے صحیح ہونے کے لئے پورے جسم پر پانی پہنچانا ضروری ہے۔

لیکن جمعہ کے دن کا یہ غسل طہارت کے بجائے نظافت حاصل کرنے کے لئے ہے،اس لئے غسل کرنے والے کو خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ جب یہ غسل طہارت کے لئے نہیں تو پورے جسم پر پانی پہنچانے کی کیا ضرورت ہے؟

تو اس حدیث میں اس خیال کی اصلاح فرما دی گئی ،اور بتلا دیا گیا کہ نظافت وصفائی کے لئے بھی پورے جسم کو دھونے کی ضرورت ہے۔

اوراس حدیث میں بھی پورے جسم اور بطورِ خاص سر کو دھونے کا ذکر کیا گیا ہے،جس کی وجہ پہلے بیان کی جاچکی ہے۔

اورایک حدیث میں جمعہ کے دن غسل کی فضیلت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ کُفِّرَتْ ذُنُوْبُہٗ وَخَطَایَاہُ (معجم کبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۱۴۷۰۸، ومعجم اوسط للطبرانی، حدیث نمبر ۴۵۶۲، شعب الایمان للبیہقی)

یعنی''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اس کے (صغیرہ) گناہ اور خطائیں معاف کردی جاتی ہیں''

اس قسم کی احادیث سے اسلام میں نظافت وصفائی اور جسم کو صاف ستھرا رکھنے کی فضیلت بالکل ظاہر وباہر ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۹)......لباس کی نظافت وصفائی

صفائی ونظافت کے شریعت میں پسندیدہ ہونے کی وجہ سے لباس کو بھی صاف ستھرا رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

اور حضور ﷺ نے صاف ستھرے اور اپنی حسبِ حیثیت عمدہ لباس کے پہننے والے کو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ انسان قرار دیا ہے، اس قسم کی بعض احادیث کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

اور ویسے تو عام حالات میں صاف ستھرا لباس پہننا سنت ہے، لیکن جمعہ کا دن اس امت کے لئے خاص عبادت اور طہارت ونظافت کا دن ہے، اس لئے جمعہ کے دن بطورِ خاص عمدہ لباس پہننے کی تعلیم دی گئی ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

اِنَّ مِنَ الْحَقِّ عَلَى الْمُسْلِمِ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ اَلسِّوَاكُ، وَأَنْ يَّلْبَسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهٖ وَأَنْ يَّتَطَيَّبَ بِطِيْبٍ اِنْ كَانَ (مصنف ابن ابی شیبۃ، جزء۲ صفحہ ۳۳۹)

یعنی''جب جمعہ کا دن ہو تو مسلمان پر مسواک کرنا اور اچھے کپڑے پہننا، اور اگر خوشبو میسر ہو تو اس کو لگانا حق (ثابت) ہے''

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَلْبَسُ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهٖ وَاِنْ كَانَ لَهٗ طِيْبٌ مَسَّ مِنْهُ (مسند احمد، باب مسند ابی سعید الخدری، حدیث نمبر ۱۱۱۹۹)

یعنی''جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل ہے، اور یہ کہ اچھے کپڑے پہنے اور اگر خوشبو میسر ہو تو اس کو استعمال کرے''

اور شریعت نے عام حالات میں میلا کچیلا رہنے کو پسند نہیں کیا۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ ایک مقام پر تشریف لے گئے، جہاں یہ قصہ پیش آیا کہ:

فَرَأٰى رَجُلًا شَعِثًا ، فَقَالَ :أَمَا كَانَ هٰذَا يَجِدُ مَا يُسَكِّنُ بِهٖ شَعْرَهٗ وَرَأٰى

Idara Ghufran

رَجُلًا عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ ، فَقَالَ :أَمَا كَانَ هٰذَا يَجِدُ مَا يَغْسِلُ بِهٖ ثَوْبَهُ(صحیح ابن حبان، باب ذِكْرُ الْأَمْرِ بِالْإِحْسَانِ إِلَى الشَّعْرِ لِمُرَبِّيهِ ، وَتَنْظِيفِ الثِّيَابِ، إِذِ النَّظَافَةُ مِنَ الدِّينِ؛ مسند احمد، حدیث نمبر ۱۴۳۲۱؛ مسند ابی یعلیٰ الموصلی، حدیث نمبر ۱۹۷۶)

یعنی ’’رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو الجھے ہوئے اور پراگندہ بالوں میں دیکھا؛ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس کے پاس اپنے بالوں کو درست کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے؟ اور ایک اور آدمی کو دیکھا؛ جس کے کپڑے میل کچیل والے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس آدمی کے پاس اپنے کپڑے دھونے کی کوئی چیز (پانی، صابن وغیرہ) نہیں ہے؟‘‘

اور حضرت مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رَأٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَيَّ أَطْمَارًا، فَقَالَ ":هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ؟ "، قُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ ":مِنْ أَيِّ الْمَالِ؟"، قُلْتُ :مِنْ كُلٍّ قَدْ آتَانِيَ اللهُ، قَالَ ":فَلْتُرَ نِعْمَةُ اللهِ وَكَرَامَتُهُ عَلَيْكَ "(المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۵۹۵۰)

یعنی ’’رسول اللہ ﷺ نے مجھے پرانے کپڑوں میں دیکھا تو فرمایا کہ کیا آپ کے پاس مال ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کس قسم کا مال ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کا مال دیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور انعام آپ کے اوپر نظر آنا چاہئے‘‘

ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے ان دونوں آدمیوں کی میل کچیل کی حالت کو پسند نہیں فرمایا، اور ان کو جو کچھ فرمایا وہ تنبیہ کے طور پر فرمایا، اور تنبیہ بھی عجیب انداز میں فرمائی۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ لباس اپنی حسبِ حیثیت استعمال کرنا سنت ہے، خواہ وہ زیادہ قیمتی نہ ہو، اور اگر پھٹ جائے تو استعمال کرنے کی صورت میں اس میں پیوند لگا لینا بھی سنت سے ثابت ہے۔ لیکن میلی کچیلی اور پھٹی ہوئی حالت میں پہنے رکھنا سنت نہیں۔

Idara Ghufran

(۱۰)......عطر وخوشبو کی شکل میں نظافت ونفاست

پھر چونکہ جسم اور لباس کی نظافت حاصل کرنے کے بعد پسینے وغیرہ کی وجہ سے کسی درجہ میں نظافت متأثر ہونے کا خدشہ تھا، اس لئے اس کے ازالہ اور نظافت کی تکمیل کے لئے شریعت کی طرف سے صفائی ونظافت کے معاملہ کو جسم کی صفائی اور لباس کی صفائی تک محدود نہیں رکھا گیا، بلکہ اس کا دائرہ وسیع کر کے خوشبو استعمال کرنے کو بھی اس میں شامل کر لیا گیا۔

اور اس معاملہ میں بھی جمعہ کے دن کی رعایت کو بھی ملحوظ رکھا گیا کہ جمعہ کے دن اس کے استعمال کو زیادہ اہمیت دی گئی۔

چنانچہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ (سنن النسائی، کتاب عشرة النساء، بَاب حُبِّ النِّسَاءِ)

یعنی ’’مجھے دنیا کی چیزوں میں عورتیں اور خوشبو محبوب ہیں، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے‘‘

صحت کی حفاظت اور بالخصوص دماغ کی تقویت میں خوشبو کی ایک خاص تاثیر ہے، نیز اس سے طبیعت میں بشاشت وتازگی پیدا ہوتی ہے، اور یہ دوسروں کی راحت اور خوشدلی کا بھی سبب ہے، اور فرشتوں کو بھی خوشبو پسند ہے، اس جیسی وجوہات کی بناء پر آپ ﷺ نے خوشبو کو پسند فرمایا ہے۔

اور آپ ﷺ کا عورتوں کو پسند فرمانا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھا، اور اس میں بہت سی حکمتیں تھیں، مثلاً ایک حکمت اپنے نفس کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کے تعلق میں یکسوئی کا حصول وغیرہ۔

اس لئے اس پر بعض جہلاء کے مختلف اعتراضات کرنا کوئی وقعت نہیں رکھتا۔[1]

---

[1] وَالْمَقْصُودُ أَنّ الطّيبَ كَانَ مِنْ أَحَبّ الْأَشْيَاءِ إلَى رَسُولِ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ وَلَهُ تَأْثِيرٌ فِي حِفْظِ الصّحّةِ وَدَفْعِ كَثِيرٍ مِنْ الْآلَامِ وَأَسْبَابِهَا بِسَبَبِ قُوّةِ الطّبِيعَةِ بِهِ .(زادالمعاد ،ج۴ص۳۰۷)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

ثَـلَاثٌ حَـقٌّ عَـلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: اَلسِّوَاكُ، وَالْغُسْلُ وَالطِّيْبُ اِنْ وَجَدَ (مسند أبويعلىٰ الموصلى، حديث نمبر ۷۰۱۱)

یعنی'' مسلمان پر جمعہ کے دن تین چیزیں حق (ثابت) ہیں،ایک مسواک کرنا، دوسرے غسل کرنا اور تیسرے اگر خوشبو میسر ہو تو اس کو لگانا''

اس حدیث میں جمعہ کے اعمال میں بشرطِ قدرت خوشبو کے استعمال کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ:

مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَحْسَنَ غُسْلَهُ وَتَطَهَّرَ فَأَحْسَنَ طُهُورَهُ وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهٖ وَمَسَّ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ طِيْبِ أَهْلِهٖ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ وَلَمْ يَلْغُ وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى(ابنِ ماجة،كتاب

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَقَالَ الشَّافِعِيّ :أَرْبَعَةٌ تُقَوِّى الْبَدَنَ أَكْلُ اللَّحْمِ وَشَمّ الطِّيبِ وَكَثْرَةُ الْغُسْلِ مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَلُبْس الْكَتّانِ(زاد المعاد ج۴ص ۳۷۲)

والنساء أى صونا لنفسه النفيسة عن الخواطر الخسيسة والطيب أى لتقوية الدماغ الذى هو محل العقل عند بعض الحكماء فأصاب اثنين أى شيئين بوصف الكثرة (مرقاة، كتاب الرقاق،باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبى صلى الله عليه وسلم)

قَوْلُهُ (حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ الدُّنْيَا النِّسَاءُ)قِيلَ إِنَّمَا حُبِّبَ إِلَيْهِ النِّسَاءُ لِيَنْقُلْنَ عَنْهُ مَا لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهِ الرِّجَالُ مِنْ أَحْوَالِهِ وَيُسْتَحَيَا مِنْ ذِكْرِهِ وَقِيلَ حُبِّبَ إِلَيْهِ زِيَادَةً فِي الِابْتِلَاءِ فِي حَقِّهِ حَتَّى لَا يَلْهُوَ بِمَا حُبِّبَ إِلَيْهِ مِنْ النِّسَاءِ عَمَّا كُلِّفَ بِهِ مِنْ أَدَاءِ الرِّسَالَةِ فَيَكُونُ ذَلِكَ أَكْثَرَ لِمَشَاقِّهِ وَأَعْظَمَ لِأَجْرِهِ وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ وَأَمَّا الطِّيبُ فَكَأَنَّهُ يُحِبُّهُ لِكَوْنِهِ يُنَاجِي الْمَلَائِكَةَ وَهُمْ يُحِبُّونَ الطِّيبَ وَأَيْضًا هَذِهِ الْمَحَبَّةُ تَنْشَأُ مِنْ اِعْتِدَالِ الْمِزَاجِ وَكَمَالِ الْخِلْقَةِ وَهُوَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدُّ اِعْتِدَالًا مِنْ حَيْثُ الْمِزَاجُ وَأَكْمَلُ خِلْقَةً وَقَوْلُهُ (قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ تِلْكَ الْمَحَبَّةَ غَيْرُ مَا نَعْقِلُهُ عَنْ كَمَالِ الْمُنَاجَاةِ مَعَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَلْ هُوَ مَعَ تِلْكَ الْمَحَبَّةِ مُنْقَطِعٌ إِلَيْهِ تَعَالَى حَتَّى أَنَّهُ بِمُنَاجَاتِهِ تَقَرُّ عَيْنَاهُ وَلَيْسَ لَهُ قَرِيرَةُ الْعَيْنِ فِيمَا سِوَاهُ فَمَحَبَّتُهُ الْحَقِيقِيَّةُ لَيْسَتْ إِلَّا لِخَالِقِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كَمَا قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا أَحَدًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ صَاحِبُكُمْ خَلِيلُ الرَّحْمَنِ أَوْ كَمَا قَالَ وَفِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ مَحَبَّةَ النِّسَاءِ وَالطِّيبِ إِذَا لَمْ يَكُنْ مُخِلًّا لِأَدَاءِ حُقُوقِ الْعُبُودِيَّةِ بَلْ لِلِانْقِطَاعِ إِلَيْهِ تَعَالَى يَكُونُ مِنْ الْكَمَالِ وَإِلَّا يَكُونُ مِنْ النُّقْصَانِ فَلْيُتَأَمَّلْ (حاشية السندى على النسائى،كتاب عشرة النساء، بَاب حُبِّ النِّسَاءِ)

Idara Ghufran

إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء فى الزينة يوم الجمعة)

یعنی ''جو انسان جمعہ کے دن غسل کرے، اور اچھے طریقہ سے غسل کرے، اور خوب اچھے طریقہ سے پاکی حاصل کرے، اور اپنے پاس موجود کپڑوں میں سے اچھا لباس پہنے، اور جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر فرمایا؛ اپنے گھر کی خوشبو استعمال کرے، اور پھر جمعہ کے لیے آئے، اور کوئی لغو کام نہ کرے، اور دو آدمیوں کے بیچ میں نہ گھسے، تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں''

اس حدیث میں خوشبو کے استعمال کرنے کو بھی باعثِ فضیلت بتلا دیا گیا ہے۔

اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے عطر کے استعمال کو تمام رسولوں کی سنت قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ الْحَيَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ (ترمذى، ابواب النكاح عن رسول الله ﷺ، بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّزْوِيجِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ، واللفظ لهٗ، شعب الايمان للبيهقى، الرَّابِعُ وَالْخَمْسُونَ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ، وَهُوَ بَابُ الْحَيَاءِ بِفُصُولِهِ، المعجم الكبير للطبرانى، حديث نمبر ۳۹۷۸)

یعنی ''چار چیزیں رسولوں کی سنتوں میں سے ہیں، ایک حیاء وغیرت، دوسرے خوشبو کا استعمال، تیسرے مسواک، اور چوتھے نکاح''

اس سے عطر وخوشبو کے استعمال کی اہمیت کا اندازہ ہوا، کہ یہ تمام رسولوں کی سنت ہے۔

اور روایات میں آتا ہے کہ:

كَانَتْ لِلنَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا (ابوداؤد، كتاب الترجل، باب ما جاء فى استحباب الطيب)

یعنی ''نبی ﷺ کے پاس ایک ڈبیا تھی، جس سے آپ خوشبو لگایا کرتے تھے''

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے خوشبو کے استعمال کا خاص اہتمام فرمایا ہے۔

کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ سوال کیا کہ:

Idara Ghufran

أَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَطَيَّبُ قَالَتْ نَعَمْ بِذِكَارَةِ الطِّيبِ الْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ (نسائی، باب العنبر)

یعنی ''کیا رسول اللہ ﷺ خوشبو کا استعمال فرمایا کرتے تھے؟ تو حضرت عائشہ نے جواب میں فرمایا کہ بے شک! مشک اور عنبر کی (عالیشان) بغیر رنگ کی خوشبو استعمال فرمایا کرتے تھے''

حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ بِرِيحِ الطِّيبِ إِذَا أَقْبَلَ (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الادب، باب ما یستحبّ لِلرّجلِ أن یوجد رِیحه مِنه)

یعنی ''رسول اللہ ﷺ جب تشریف لاتے، تو آپ کی خوشبو کی مہک کی وجہ سے آپ کے آنے کو پہچان لیا جاتا تھا''

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْمِسْكَ فَقَالَ :هُوَ أَطْيَبُ طِيبِكُمْ (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الادب، باب التّطیّب بِالمِسکِ.)

یعنی ''نبی ﷺ نے مشک کی خوشبو کا ذکر کیا؛ تو آپ نے فرمایا کہ تمہاری خوشبوؤں میں یہ بہترین خوشبو ہے''

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ (بخاری حدیث نمبر ۵۴۷۴، ترمذی، بَاب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ رَدِّ الطِّيبِ)

یعنی ''نبی ﷺ خوشبو کو رد نہیں فرماتے تھے''

اور صحابۂ کرام جو حضور ﷺ کے سچے فرمانبردار اور پیروکار تھے، انہوں نے بھی آپ ﷺ کی اتباع میں عطر وخوشبو کا اہتمام کے ساتھ استعمال فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ:

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ إِلَى الْمَسْجِدِ عَرَفَ جِيْرَانُ الطَّرِيْقِ ، أَنَّهُ قَدْ مَرَّ مِنْ طِيْبِ رِيْحِهٖ (مصنف ابنِ ابی شيبة، كتاب الادب، باب ما يستحبّ لِلرّجلِ أن يوجد رِيحه مِنه.)

یعنی ”جب وہ اپنے گھر سے مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تھے تو راستے کے لوگ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی خوشبو سونگھنے سے ان کے گزرنے کو پہچان لیا کرتے تھے“

اور حضرت عثمان بن عبیداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا قَتَادَةَ وَأَبَا أُسَيْدَ السَّاعِدِيَّ يَمُرُّوْنَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ فِي الْكُتَّابِ فَنَجِدُ مِنْهُمْ رِيحَ الْعَبِيْرِ وَهُوَ الْخَلُوْقُ (مصنف ابنِ ابی شيبة، كتاب الادب، باب ما يستحبّ لِلرّجلِ أن يوجد رِيحه مِنه.)

یعنی ”میں نے حضرت ابنِ عمر، حضرت ابو ہریرہ ، حضرت ابو قتادہ، اور حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ وہ ہمارے مکتب کے قریب سے گزرتے تھے، تو ہم ان سے مخصوص عطر کی خوشبو محسوس کیا کرتے تھے“

اور حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يُعْرَفُ بِرِيْحِ الطِّيْبِ (مصنف ابنِ ابی شيبة، كتاب الادب، باب ما يستحبّ لِلرّجلِ أن يوجد رِيحه مِنه)

یعنی ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عطر کی خوشبو سے پہچان لئے جاتے تھے“

اور ایک روایت میں آتا ہے کہ:

"كَانَ عَبْدُ اللهِ مِنْ أَجْوَدِ النَّاسِ ثَوْبًا أَبْيَضَ، وَمِنْ أَطْيَبِ النَّاسِ رِيحًا "(المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ٩٠٧٥، واللفظ لهٗ،مصنف ابنِ ابی شيبة،كتاب الادب، باب ما يستحبّ لِلرّجلِ أن يوجد رِيحه مِنه)

یعنی ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے عمدہ سفید کپڑے اور

Idara Ghufran

سب سے عمدہ خوشبو استعمال فرماتے تھے“ [۱]

اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

كَانُوا يَكْرَهُونَ أَكْلَ الثَّوْمِ وَالْبَصَلِ وَ الْكُرَّاثِ لِلْقِيَامِ مِنَ اللَّيْلِ وَ يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَّمَسَّ الرَّجُلُ عِنْدَ قِيَامِهِ مِنَ اللَّيْلِ طِيْبًا (شعب الايمان، فصل فی لبس الحسن من الثياب و التطيب لقراء ة القرآن ۲۱۲۱)

یعنی ”صحابۂ کرام وتابعینِ عظام رات کو تہجد کی نماز کی وجہ سے پیاز اور لہسن اور کراث (پیاز، لہسن کی طرح بودار مخصوص سبزی) کھانے کو ناپسند فرماتے تھے، اور اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ رات کو تہجد میں اٹھنے کے وقت خوشبو استعمال کریں“

رات کو تہجد کی عبادت کے وقت خوشبو کے استعمال کے پسند کرنے کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہوسکتی ہے، کہ خوشبو اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو پسند ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتّٰى أَجِدَ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ (بخاری، کتاب اللباس، باب الطیب فی الرأس واللحیة)

یعنی ”میں نبی ﷺ کو اپنے پاس موجود خوشبوؤں میں سے بہترین خوشبو لگایا کرتی تھی، یہاں تک کہ میں خوشبو کے اثر کو آپ کے سر اور ڈاڑھی میں پاتی تھی“

اس سے معلوم ہوا کہ مرد حضرات کو سر اور ڈاڑھی میں بھی خوشبو کا استعمال سنت ہے۔

اور خوشبودار تیل کے سر اور ڈاڑھی میں لگانے سے بھی یہ سنت ادا ہو جائے گی۔ [۲]

---

[۱] قال الهيثمي:
رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ ، وَنُفَيْعٌ هَذَا ذَكَرَهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَلَمْ يَجْرَحْهُ ، وَكَذٰلِكَ سُلَيْمَانُ بْنُ مِينَا ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ ، إِلَّا أَنَّ ابْنَ أَبِي حَاتِمٍ قَالَ : لَمْ يَسْمَعِ الْمَسْعُودِيُّ مِنْ سُلَيْمَانَ ، وَهُوَ مُرْسَلٌ . وَأَبُو نُعَيْمٍ سَمِعَ الْمَسْعُودِيَّ قَبْلَ الِاخْتِلَاطِ .(مجمع الزوائد ج۵ص۱۳۵،باب إظهار النعم واللباس الحسن)

[۲] البتہ کیمیکل ملے خوشبودار تیل اور عطریات و پرفیوم بالوں پر استعمال کرنے سے بالوں میں سفیدی پھیلنے کا باعث بنتے ہیں، کیونکہ کیمیکل بالوں کا رنگ اڑا دیتے ہیں، اس لئے ایسی خوشبویات بالوں پر جوان آدمی نہ لگائے دیسی خوشبویات جو کیمیکل سے پاک ہوں، ان میں بظاہر یہ ضرر نہیں پایا جاتا، ایسی خوشبویات میسر آئیں تو وہ بالوں میں استعمال کی جاسکتی ہیں۔

Idara Ghufran

خواتین کوخوشبودارعطر کا استعمال منع ہے

یہ بات پہلے گزرچکی ہے کہ خواتین کونامحرموں کے سامنے زیب وزینت اورحسن وجمال کے اظہار کی اجازت نہیں، اور یہ بہت سے فتنوں کا باعث ہے، اس لئے شریعت کی جامع تعلیمات میں عورت کی خوشبو کے بارے میں بھی مستقل حکم موجود ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

طِيُبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيُحُهُ وَخَفِيَ لَوُنُهُ وَطِيُبُ النِّسَآءِ مَا ظَهَرَ لَوُنُهُ وَخَفِيَ رِيُحُهُ (ترمذی، بَاب مَا جَاءَ فِي طِيبِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ)

یعنی'' مردوں کا عطر وہ ہے جس کی خوشبو ظاہر اور رنگ مخفی ہو، اورعورتوں کا عطر وہ ہے؛ جس کا رنگ ظاہر ہو، اور خوشبو مخفی ہو''

مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو ایسی خوشبو استعمال کرنی چاہئے کہ جس کی وجہ سے پسینے وغیرہ کی بوختم ہوجائے، اور خوشبو دوسرے تک نہ پہنچے۔

اوراس کی خلاف ورزی کرکے نامحرموں تک اپنی خوشبو پہنچانے والی عورت کو احادیث میں سخت گناہ گار قرار دیا گیا ہے۔

(۱۱)......ہاتھوں کی نظافت وصفائی

شریعت میں ہاتھوں کو صاف ستھرا رکھنے کی بھی خاص تعلیم دی گئی ہے، ہاتھ انسان کے روزانہ کے بہت سارے کاموں میں استعمال ہوتے ہیں، ہاتھوں ہی سے چیزوں کو پکڑا جاتا ہے، کوئی چیز بازار سے خریدنی ہوتی ہے تو ہاتھوں سے ہی پکڑ کر خریدی جاتی ہے، جوکام بھی کیا جاتا ہے، زیادہ تَر ہاتھوں کے ذریعے سے ہی کیا جاتا ہے، اوراسی وجہ سے گندگی، میل کچیل اور جراثیم وغیرہ کا تعلق ہاتھوں کے ساتھ زیادہ رہتا ہے۔

ہاتھوں کو پاک صاف رکھنے والا انسان مختلف قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

Idara Ghufran

إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيُفْرِغْ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْ إِنَائِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

(مسند احمد، حدیث نمبر ۸۲۳۱)

یعنی ''جب تم میں سے کوئی سو کر اُٹھے تو اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ (یعنی اچھی طرح) دھولیا کرے''

رات کو سوتے میں ہاتھ کسی بھی ناپاک یا گندی جگہ لگ سکتا ہے اور وہ پھر دوسری چیز کی ناپاکی یا گندگی اور بیماری کا باعث ہوسکتا ہے، مثلاً سوتے میں ہاتھ کسی زخم یا کسی دانے پر لگ جائے یا شرمگاہ پر لگ جائے، یا کوئی زہریلا جانور گزر جائے، یا سوتے ہوئے کسی جگہ ہاتھ لگنے سے جراثیم لگ جائیں، اس لئے سو کر اُٹھنے کے بعد ہاتھ دھونے کی تعلیم دی گئی ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ:

مَنْ نَامَ وَفِيْ يَدِهِ رِيْحُ غَمَرٍ فَعَرَضَ لَهُ عَارِضٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ (سنن دارمی ،کتاب الاطعمة،باب فی الوضوء بعد الطعام)

یعنی ''جو اس حال میں سوگیا، کہ اس کے ہاتھ میں (کھانے وغیرہ کی) چکنائی کی بو ہے (اور دھوئے بغیر سوگیا تو) اگر اس کو کچھ تکلیف پہنچ جائے (مثلاً کوئی جانور کاٹ لے) تو اپنے آپ کو ہی برا کہے''

اسی طرح شریعت نے کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کی تعلیم دی ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

''کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھولینے سے برکت ہوتی ہے'' (ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ، باب فی غسل الید قبل الطعام)

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی صورت میں صاف ستھرے ہاتھوں سے کھانا کھانے کی سعادت حاصل ہوتی ہے، جس میں دنیا وآخرت کی بہت سی حکمتیں ہیں، اور کھانا کھاتے وقت کچھ کھانے کا حصہ ہاتھوں پر لگا رہ جاتا ہے، جس کے بعد ان ہاتھوں کے مختلف چیزوں پر لگنے سے دوسری چیزیں بھی گندی ہوسکتی ہیں، اور ان ہاتھوں پر مکھی، مچھر وغیرہ کے آنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے، نیز اسی

Idara Ghufran

حال میں سوجانے سے کسی مضر چیز کے کھانے کے اثرات پرآ کر نقصان کا اندیشہ ہے۔
ان سب چیزوں کا حل شریعت نے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کے عمل کے ذریعہ تجویز فرمادیا ہے۔
اسی طرح پیشاب پاخانہ سے فراغت پر ہاتھوں کو اچھی طرح دھونے کی تعلیم دی گئی ہے، کیونکہ پیشاب پاخانہ کے وقت ہاتھوں کا ناپاکی وغلاظت سے واسطہ پڑتا ہے۔

(۱۲)......آنکھوں کی نظافت وصفائی

آنکھوں کے دائیں بائیں حلقے ''براجم'' میں داخل ہیں، جن کی صفائی کا احادیث میں حکم ہے۔
اس کے علاوہ حضور ﷺ عام طور پر ہر روز رات کو سونے سے پہلے آنکھوں میں سُرمہ لگالیا کرتے تھے، سُرمے سے جہاں آنکھوں کی زینت پیدا ہوتی ہے، اُسی کے ساتھ سُرمے سے آنکھوں کا میل کچیل بھی دُور ہو جاتا ہے۔
بالخصوص جبکہ سونے سے پہلے سرمہ لگایا جائے، کیونکہ اس وقت سرمہ لگانے سے رات بھر کے وقفہ اور آنکھوں کے دیر تک بند رہنے اور سرمہ کا اثر دیر تک رہنے سے اس کا تمام میل کچیل بہتر طریقہ سے دور ہو جاتا ہے۔
حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ مِنْهَا ثَلَاثَةً فِيْ كُلِّ عَيْنٍ(مُصنف ابن أبي شيبة حديث نمبر ٢٦١٥٠)

یعنی''نبی ﷺ کی سرمہ دانی تھی، جس سے آپ ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگایا کرتے تھے''

اور بعض روایات میں ہر رات میں سرمہ لگانے کا ذکر ہے (ملاحظہ ہو: مسند الطیالسی حدیث نمبر۲۷۹۴)
حضور اکرم ﷺ کی عادت سرمہ لگانے کی تھی اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب فرماتے تھے اس لئے سرمہ لگانا عورت اور مرد دونوں کے لئے سنت اور بڑے اجر وثواب کا باعث ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مگر آج کل بعض لوگ سرمہ عورتوں کے لئے خاص سمجھتے ہیں اور اگر کوئی مرد سرمہ لگائے تو اسے معیوب اور برا جانتے ہیں،ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ حضور ﷺ نے جب خود سرمہ استعمال فرمایا اور بلا امتیاز ہر ایک کو اس کے استعمال کی تاکید فرمائی تو عورتوں کے لئے تخصیص کہاں سے گھڑ لی گئی ہے۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رکھ لی جائے کہ مردوں اور عورتوں کے لئے کالے رنگ کا سرمہ لگانا کوئی عیب اور گناہ کی بات نہیں۔

لہٰذا جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مردوں کو کالے رنگ کا سرمہ نہیں لگانا چاہیے یہ بھی بے بنیاد بات ہے۔

حضور ﷺ نے خود کالے رنگ کا سرمہ استعمال فرمایا ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی بغیر کسی امتیاز کے سرمہ کی تاکید فرمائی ہے۔

لہٰذا مردوں کے حق میں کالے رنگ کے سرمہ کو ممنوع سمجھنے کا خیال غلط ہے (والتفصیل فی رسالہ ’’الاکتحال للرجال‘‘ مشمولہ احسن الفتاوٰی ج ۸)

(۱۳)......گھروں کی نظافت وصفائی

ایک روایت میں ہے کہ:

إِنَّ اللّٰہَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ ، نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ ، كَرِيْمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ ، جَوَّادٌ يُحِبُّ الْجُوْدَ ، فَنَظِّفُوْا بُيُوْتَكُمْ ، وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ الَّتِيْ تَجْمَعُ الْأَكْنَافَ فِيْ دُوْرِهَا (مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۷۵۹،واللفظ لہٗ وحدیث نمبر ۷۲۰،مسند البزار حدیث نمبر ۱۱۱۴،البحر الزخار حدیث نمبر ۹۹۶، مسند سعید بن وقاص حدیث نمبر ۲۶،الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع للخطیب البغدادی حدیث نمبر ۸۶۰ باختصار)

یعنی’’بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہیں اور پاکیزگی کو پسند فرماتے ہیں،صاف ستھرے ہیں،اور صفائی ستھرائی کو پسند فرماتے ہیں،کریم ہیں،اور کرم کو پسند فرماتے ہیں، بہت

Idara Ghufran

زیادہ سخی ہیں اور سخاوت کو پسند فرماتے ہیں۔

لہٰذا تم اپنے گھروں کو بھی صاف ستھرا رکھا کرو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کیا کرو، جو کہ کوڑے کرکٹ کو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہیں‘‘

اس روایت کی سند میں محدثین کا کلام ہے، لیکن دوسری روایات کی وجہ سے وہ کلام مضر نہیں۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں نظافت اور صفائی کی اتنی تاکید ہے، کہ اپنے گھروں کو بھی صاف ستھرا رکھنے کا حکم ہے، اور جب گھروں کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم ہے تو خود انسان کے صاف ستھرا رہنے کا حکم کیونکر نہیں ہوگا؟

اور بعض احادیث میں اپنے گھروں کے باہر والے حصوں کو بھی صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَةَ جَوَّادٌ یُحِبُّ الْجُوْدَ کَرِیْمٌ یُحِبُّ الْکَرَمَ طَیِّبٌ یُحِبُّ الطِّیْبَ فَنَظِّفُوْا اَفْنِیَتَکُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ الَّتِیْ تَجْمَعُ الْاَکِبَّاءَ فِیْ دُوْرِهَا (الکنی والاسماء للدولابی حدیث نمبر ۸۶۷)

یعنی ’’بے شک اللہ تعالیٰ نظیف ہیں، اور نظافت کو پسند فرماتے ہیں، اور بہت زیادہ سخی ہیں اور سخاوت کو پسند فرماتے ہیں، اور کریم ہیں اور کرم کو پسند فرماتے ہیں، اور پاکیزہ ہیں اور پاکیزگی کو پسند فرماتے ہیں۔

---

[1] وہ کلام خالد بن الیاس کے بارے میں ہے، جو اس روایت کے ایک راوی ہیں، اور ان کو اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن ان کی حدیث بطور شواہد قبول کی جاسکتی ہے۔

فإن قلت في سنده خالد بن إياس وقيل خالد بن إياس ضعفه البخاري والنسائي وأحمد وابن معين قلت قال الترمذي مع ضعفه يكتب حديثه ويقويه ما روى عن الصحابة في ذلک على ما ذكرناه(عمدة القاری ،کتاب الاذان،باب أهل العلم والفضل أحق بالإمامة)

(أكرموا) ندبا (الشعر) أي شعر الرأس واللحية ونحوهما بترجيله ودهنه وإزالته من نحو إبط وعانة (البزار عن عائشة) ضعيف لضعف خالد بن إلياس لكن له عاضد(التيسير بشرح الجامع الصغير ،حرف الهمزة)

قال ناصر الدين الالبانی فی تحقیق المشکاة :حسن (درذیل حدیث نمبر ۴۴۸۷،باب الترجل ،الفصل الاول)

Idara Ghufran

لٰہذا تم اپنے گھروں کی فناؤں (یعنی اردگرد کے حصوں) کو بھی صاف ستھرا رکھا کرو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کیا کرو، جو کہ کوڑے کرکٹ کو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہیں‘‘

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

إِنَّ اللّٰہَ جَمِیلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ سَخِیٌّ یُحِبُّ السَّخَاءَ نَظِیفٌ یُحِبُّ النَّظَافَةَ فَاکْسِحُوا فَقَالَ أَفْنِیَتَکُمْ (الکامل لابن عدی ج۵ص ۲۹۲)

یعنی ’’بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہیں، جمال کو پسند فرماتے ہیں، اور سخی ہیں، سخاوت کو پسند فرماتے ہیں، اور نظیف ہیں، اور نظافت کو پسند فرماتے ہیں، پس تم صفائی کرو اپنے گھروں کی فناؤں کی بھی صفائی کرو‘‘

اور ایک روایت میں ہے کہ:

نَظِّفُوْا اَفْنِیَتَکُمْ فَاِنَّ الْیَهُوْدَ اَنْتَنُ النَّاسَ (الزهد لابی سفیان وکیع بن جراح حدیث نمبر ۲۸۷)

یعنی ’’تم اپنی فناؤں کو بھی صاف کرو، کیونکہ یہودی سڑے ہوئے لوگ ہیں (وہ صفائی نہیں کرتے)‘‘

صفائی کی اس سے زیادہ کیا اہمیت ہوگی؛ کہ گھروں سے باہر کے حصوں تک کو بھی صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

طَهِّرُوْا اَفْنِیَتَکُمْ فَاِنَّ الْیَهُوْدَ لَا تُطَهِّرُ اَفْنِیَتَهَا (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۴۰۵۷) [1]

---

[1] قال الهیثمی:
رواه الطبرانی فی الاوسط ورجاله رجال الصحیح خلا شیخ الطبرانی .(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۸۶،باب فی الارض تصیبها النجاسة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یعنی ''تم اپنے گھروں کی فناؤں (یعنی باہر کے حصوں) کو پاک وصاف رکھا کرو، کیونکہ یہود ان کو پاک نہیں رکھتے''

اس روایت میں اگرچہ نظافت کے بجائے طہارت کے الفاظ ہیں، لیکن طہارت کے لغوی معنیٰ نظافت اور میل کچیل دور کرنے کے آتے ہیں۔ [1]

اور دوسری روایات کے پیشِ نظر یہی معنیٰ مراد ہونا راجح ہے۔

گھر کی فناء سے مراد وہ حصہ ہے جو گھر سے باہر متصل ہوتا ہے۔

گھر سے باہر جو نالی گزرتی ہے، وہ بھی گھر کی فناء میں داخل ہے۔

اور جب گھروں سے باہر کے متصل حصوں کو بھی صاف رکھنے کا حکم ہے، جبکہ ان حصوں میں انسان کے رہن سہن اور بود وباش کا تعلق بھی نہیں ہوتا، تو گھر کے اندرونی حصوں کی صفائی کا حکم بدرجۂ اولیٰ اس میں داخل ہے۔

اور گھر کے مفہوم میں رہائشی مکانات کے علاوہ کاروباری مقامات بھی داخل ہیں، اور فرش کے علاوہ گھر میں موجود تمام اشیاء بھی داخل ہیں، چنانچہ گھر کے درودیوار، الماریاں، نشست وبرخواست کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

طهروا أفنيتكم فإن اليهود لا تطهر أفنيتها . "

قال الألبانی فی "السلسلة الصحيحة 1 "/: 418 .رواه الطبرانی فی "الأوسط "(11 / 2 من " الجمع بين زوائد المعجمين "): حدثنا علی بن سعيد حدثنا زيد بن أخزم حدثنا أبو داود الطيالسی حدثنا إبراهيم بن سعد عن الزهری عن عامر بن سعد عن أبيه مرفوعا ، و قال ":لم يروه عن الزهری إلا إبراهيم و لا عنه إلا الطيالسی تفرد به زيد . " قلت :و هو ثقة حافظ و بقية رجاله ثقات رجال مسلم غير علی بن سعيد و هو الرازی قال الذهبی " :حافظ رحال جوال . "قال الدارقطنی ليس بذاک ، تفرد بأشياء .قال ابن يونس :كان يفهم و يحفظ "و زاد الحافظ فی "اللسان ": "و قال مسلمة بن قاسم :و كان ثقة عالما بالحديث . "و قال المناوی " :قال الهيثمی :رجاله رجال الصحيح خلا شيخ الطبرانی . "قلت :كأن الهيثمی توقف فيه فسكت عنه ، و هو مختلف فيه .و مثله حسن الحديث إذالم يخالف ، لاسيما إذا لم يتفرد بما روى ، و هذا الحديث كذلک (السلسلة الصحيحة تحت حديث رقم ۲۳٦)

[1] الطهارة فی اللغة :النظافة والتنزة عن الأدناس .وفی الشرع :رفع الحدث وإزالة النجاسة، أو ما فی معناهما كالتيمم وتجديد الوضوء (تهذيب الاسماء واللغات للنووی، حرف الطاء، مادة طهر)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اشیاء، بستر، گدے وغیرہ بھی اس حکم میں داخل ہیں۔

اس لئے حسبِ موقع وحسبِ ضرورت گھر اوراس میں موجود تمام اشیاء کی صفائی کرنی چاہیئے، اور وقتاً فوقتاً حسبِ حیثیت گھر میں چونا وغیرہ کرنا چاہیئے، اور ہمیشہ ایک جگہ رہنے والی چیزوں کو ہٹا کر ان کے نیچے سے خوب اچھی طرح صفائی کرنی چاہیئے۔

صفائی کرنے کے بعد کوڑے کو جمع کر لینا چاہیئے اور گھر کے کسی ایک طرف ڈھک کر رکھ دینا چاہیئے، اور موقع ملنے پر کوڑے والی مخصوص جگہ پہنچا دینا چاہیئے۔

گھر میں یا گھر سے باہر ایسی جگہ کوڑا رکھنا جو دوسروں کی تکلیف کا باعث ہو مثلاً آمد ورفت والے کی نظر پڑے، یا چلتے پھرتے ہوئے پیروں میں آئے یا اُٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے کی جگہ کے قریب ہو، اسلامی معاشرت کے خلاف ہے، اور بعض اوقات اس پر کوئی موذی جانور بھی آ جاتا ہے، جو تکلیف کا باعث ہوسکتا ہے، نیز بعض اوقات کوڑے کے خراب ہونے سے اس کی بدبو اور جراثیم پھیلتے ہیں، جو تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔

گھروں کے اندر اور گھروں سے متصل باہر نالیوں کی صفائی کا بھی کرنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

اور آج کل بیت الخلاء عموماً گھروں کا حصہ ہوتا ہے، اس لئے اس کی خصوصی صفائی کا بھی اہتمام کرنا چاہیئے، بطورِ خاص استنجاء سے فارغ ہو کر پانی بہا دینا چاہیئے۔

(۱۴)......برتنوں اور غذاؤں کی نظافت وصفائی

اسلام میں برتنوں اور کھانے پینے چیزوں کی صفائی کا بھی خاص لحاظ کیا گیا ہے، اولاً تو کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانک کر رکھنے کی تعلیم فرمائی گئی ہے، تاکہ یہ مُضر اثرات بلکہ شیطان کی دسترس سے بھی محفوظ رہیں۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ:

إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَحُلُّوْهُمْ فَأَغْلِقُوْا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوْا

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اسْمَ اللهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَأَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللهِ وَخَمِّرُوْا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللهِ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوْا عَلَيْهَا شَيْئًا وَأَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ (بخاری، کتاب الاشربة، باب تغطية الإناء)

یعنی ’’جب رات داخل ہوجائے، یا شام ہوجائے، تو تم اپنے بچوں کو (باہر جانے سے) روکو، کیونکہ اس وقت شیاطین نکل کر راستوں میں منتشر ہوجاتے ہیں، پس جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے، تب پھر ان بچوں کو باہر لے جاسکتے ہو، تو تم دروازوں کو اللہ کا نام لے کر بند کرلیا کرو، کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھول سکتا، اور اپنے مشکیزوں کے منہ کو اللہ کا نام لے کر باندھ دیا کرو، اور تم اپنے برتنوں کو اللہ کا نام لے کر ڈھک دیا کرو (اور اگر ڈھکنے کی کوئی چیز نہ ہوتو) اگرچہ کوئی چیز ان برتنوں پر چوڑائی کی طرف رکھ دیا کرو، اور اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو‘‘

اور اسی کے ساتھ کھانے پینے کے بعد برتنوں کو صاف کردینے کی ترغیب دی گئی ہے، اور اس کی فضیلت بتلائی گئی ہے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَكَلَ فِيْ قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ (ترمذی، کتاب الاطعمة، باب ما جاء في اللقمة تسقط واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ۱۹۷۹۹)

یعنی ’’جس نے کسی پیالہ میں کھانا کھایا، پھر اس کو صاف کردیا تو اس کے لئے وہ پیالہ استغفار کرتا ہے‘‘

جس طرح برتن کھانے پینے کے آلات وذرائع اور ظروف ہیں، اسی طرح دسترخوان بھی ایک آلہ وظرف ہے، اس کی صفائی بھی اس میں داخل ہے۔

اور جب شریعت میں برتنوں کی صفائی ونظافت کا اہتمام کیا گیا، اور اس کی فضیلت بتلائی گئی ہے، تو اس سے کھانے پینے کی غذا کی نظافت وصفائی کی بدرجہ اولیٰ اہمیت معلوم ہوگئی، کیونکہ برتن تو غذا کے آلات وظروف ہیں اور ان کا مظروف ومقصود غذا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور نظافت ونفاست کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ ٹوٹی پھوٹی اور پھٹی ہوئی استعمال میں آنے والی چیزوں کی اصلاح ودرستگی کر لی جائے۔

(۱۵)......راستوں کی نظافت وصفائی

راستہ وہ جگہ ہے جہاں عام وخاص، چھوٹے بڑے، مرد وعورت، امیر وغریب سب لوگوں کا گزر ہوتا ہے، خواہ پیدل گزر ہو یا سواری وغیرہ پر گزر ہو۔

ہماری شریعت نے راستوں کی صفائی ستھرائی کو بھی اہمیت دی ہے، اور اس کو صاف، ستھرا اور صحیح رکھنے کو اہم عبادت قرار دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَدْنَـاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ (مسلم، كتاب الايمان، باب شعب الايمان)

یعنی ’’ایمان کے کچھ اوپر ستر یا کچھ اوپر ساٹھ شعبے ہیں، اور ان میں سے افضل شعبہ لا الٰہ الا اللہ ہے، اور ادنیٰ شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے، اور حیاء ایمان کا اہم شعبہ ہے‘‘

ایک حدیث میں ہے کہ:

وَيُـمِيْطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ (بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب من أخذ بالركاب ونحوه)

یعنی ’’اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا صدقہ ہے‘‘

اور حضرت ابو برزہ فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، دُلَّنِـيْ عَـلٰى عَمَلٍ أَنْتَفِعُ بِهٖ ، قَالَ :نَحِّ الْأَذٰى عَنْ طَـرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ (مصنف ابن ابی شيبة، كتاب الادب، باب فِي تنحِيةِ الأذى عنِ

Idara Ghufran

الطّرِيقِ.)

یعنی ”میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مجھے ایسا عمل بتادیجئے، جس سے مجھ آخرت میں نفع ہو، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹایئے“

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَـانَـتُ شَـجَـرَةٌ عَلٰى طَرِيُقِ النَّاسِ ، فَكَانَتُ تُؤُذِيُهِمُ ، فَعَزَلَهَا رَجُلٌ ، عَنُ طَرِيقِ النَّاسِ ، قَالَ :قَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ :فَلَقَدُ رَأَيُتُهُ يَتَقَلَّبُ فِـىُ ظِلِّهَا فِى الُجَنَّةِ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، کتاب الادب، باب فِی تنحِیۃِ الأذی عنِ الطّرِیقِ.)

یعنی ”ایک درخت لوگوں کے راستے میں تھا، جس سے ان کو تکلیف پہنچتی تھی، تو اس کو ایک آدمی نے لوگوں کے راستے سے ہٹادیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو جنت میں اس کے عوض اس درخت کے سائے میں دیکھا ہے“

اس سے جہاں ایک طرف راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کی فضیلت واہمیت معلوم ہوئی، اسی کے ساتھ دوسری طرف راستے میں تکلیف دہ چیز ڈالنے کی برائی بھی معلوم ہوئی۔ [1]

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

---

[1] وعن أنس أخرجه ابن أبی شيبة من حديث قتادة عنه قال كانت شجرة على طريق الناس فكانت تؤذيهم فعزلها رجل عن طريقهم قال النبى رأيته يتقلب فى ظلها فى الجنة واعلم أن الشخص يؤجر على إماطة الأذى وكل ما يؤذى الناس فى الطريق وفيه دلالة على أن طرح الشوك فى الطريق والحجارة والكناسة والمياه المفسدة للطرق وكل ما يؤذى الناس يخشى العقوبة عليه فى الدنيا والآخرة ولا شك أن نزع الأذى عن الطريق من أعمال البر وأن أعمال البر تكفر السيئات وتوجب الغفران ولا ينبغى للعاقل أن يحقر شيئا من أعمال البر أما ما كان من شجر فقطعه وألقاه وأما ما كان موضوعا فأماطه والأصل فى هذا كله قوله تعالى فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره وإماطة الأذى عن الطريق شعبة من شعب الإيمان(عمدة القارى ،كتاب المظالم والغضب ،باب من أخذ الغصن وما يؤذى الناس فى الطريق فرمى به)

Idara Ghufran

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ طَرِيقٍ إِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ (ترمذی، بَاب مَا جَاءَ فِي إِمَاطَةِ الْأَذَى عَنْ الطَّرِيقِ)

یعنی ''ایک شخص راستے سے گزر رہا تھا کہ اُس نے راستے میں ایک کانٹے دار جھاڑی پائی، اُس نے وہ جھاڑی اُٹھا کر راستے کے ایک طرف رکھدی (تا کہ دوسرے راہ گیروں کو جھاڑی سے تکلیف نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ نے اُس آدمی کا یہ عمل قبول فرمالیا اور اُس کی بخشش فرمادی''

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

كَانَ عَلٰى طَرِيْقٍ غُصْنُ شَجَرَةٍ يُؤْذِى النَّاسَ ، فَأَمَاطَهَا رَجُلٌ فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ (مصنف ابن ابی شیبة، كتاب الادب، باب فِي تنحِيةِ الأذى عنِ الطّرِيقِ.)

یعنی ''لوگوں کے راستے میں ایک درخت کی (کانٹے دار) شاخ تھی، جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی تھی، تو اس کو ایک آدمی نے راستے سے ہٹا دیا، تو اس عمل کی برکت سے اس کو جنت میں داخل کر دیا گیا''

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِيْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِيْ مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِيْ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ (صحیح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن البصاق فى المسجد فى الصلاة وغيرها)

یعنی ''میرے اوپر امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے، پس میں نے امت کے اچھے اعمال میں یہ نیکی بھی شامل دیکھی، جو کوئی تکلیف دہ چیز راستے ہٹائی جائے، اور میں نے امت کے برے اعمال میں مسجد میں ناک کی ریزش دیکھی، جسے صاف نہ کیا گیا ہو''

معلوم ہوا کہ شریعت نے راستوں اور گزرگاہوں کی صفائی کو خاص اہمیت دی ہے، اور اس کو اہم

Idara Ghufran

عبادت قرار دیا ہے۔

اس لئے راستہ پر کوئی ایسی چیز نہ پھینکی جائے جس سے دوسرے کو تکلیف ہو اور وہ پھسل کر گر پڑے، مثلاً کیلے اور آم کے چھلکے وغیرہ۔

راستہ میں پیشاب پاخانہ کرنے سے پرہیز کیا جائے۔

اور اگر راستہ میں کوئی گڑھا پڑ گیا ہو جس میں پانی جمع ہو جاتا ہو، یا اس کی وجہ سے اچانک کسی آنے والے کے گرنے کا خطرہ ہو تو اس کی اصلاح کرا دینی چاہئے۔

مگر ہم افسوس کے ساتھ یہ بات کہنے پر مجبور ہیں کہ مسلمانوں کو آج گلیوں اور راستوں کی صفائی وستھرائی کا ذرا اہتمام نہیں رہا، حکومتی ناقص انتظامات کی شکایت تو اپنی جگہ ہے، عوام بھی اس سلسلہ میں بے حد غیر مہذب اور لاپرواہ واقع ہوئے ہیں، جو بہت تباہ کن معاملہ ہے، جو بعض اوقات کسی انسان کی جان چلے جانے کا باعث بھی بن جاتا ہے۔

چنانچہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے گھر سے کوڑا کرکٹ جمع کر کے باہر گلی میں پھینک دیتے ہیں، یا کسی دوسرے کے گھر کے باہر ڈال دیتے ہیں، پھر بعض اوقات وہ کوڑا گزرنے والے لوگوں اور گاڑیوں کے نیچے آ کر دائیں بائیں پھیل جاتا ہے، یا وہیں پڑا پڑا سڑتا رہتا ہے، جس سے تعفن اور بدبو پھیلتی ہے، اور اس طرح پڑا ہوا یہ کوڑا دوسروں کی تکلیف کے ساتھ لوگوں کی بیماری کا بھی باعث بنتا ہے۔

اس قسم کی حرکتیں تہذیب وتمدن کے اعتبار سے بہت گھٹیا حرکتیں ہیں، اور ان لوگوں کے اوچھے اور گھٹیا پن کی علامت ہیں، ایسے لوگوں کو مہذب اور شریف نہیں کہا جا سکتا، اور آخرت کے اعتبار سے بھی یہ حرکات وسکنات عذابِ الٰہی کا باعث ہیں، دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بعض اوقات دنیا میں بھی ایسے لوگوں کی جان ومال پر وبال آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔

اسی طرح بعض لوگ اپنی نالیوں یا پرنالوں اور گندے پانی کے پائپ راستوں میں اس طرح چھوڑ دیتے ہیں کہ یا تو وہ پانی راستہ میں گرتا ہے اور پانی جمع ہونے کی وجہ سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے، یا پھر لوگوں کے اوپر اس کی چھینٹیں پڑتی ہیں۔

Idara Ghufran

اسی طرح بعض لوگ اپنی اوپر کی ٹینکی کے اوورفلو (اضافی پانی خارج ہونے) کا پائپ اور نالی باہر سڑک اور گلی کی طرف کردیتے ہیں۔

یہ لوگ اپنے آپ اور اپنے گھر کو تو پانی سے بچالیتے ہیں، اور ان لوگوں کو اپنی تکلیف کا احساس تو ہوتا ہے، مگر باہر گزرنے والے لوگوں کی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا، اور اوپر سے یہ ظلم بھی کرتے ہیں کہ پانی چڑھانے کی موٹر چلا کر سوتے پڑے رہتے ہیں یا کسی کام کاج میں مصروف ہوجاتے ہیں، اور ٹینکی بھر جانے کے بعد گزرگاہوں پر پانی گرتا رہتا ہے اور گزرنے والے بچے بڑے، نمازی غیر نمازی بیمار اور مریض سب پریشان رہتے ہیں۔

یہ لوگ ایک طرف تو پانی کے بے جا ضیاع کے گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں، دوسرے کسی کو تکلیف پہنچانے کا جرم بھی اپنے کندھوں پر ڈال لیتے ہیں۔

یہ لوگ ابھی سے سوچ لیں کہ دوسروں کو تکلیف وایذا پہنچا کر خود آرام کرنے کے نتیجہ میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب ہوگا کیا یہ آرام اس عذاب کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسی غفلت سے حفاظت فرمائیں۔

(۱۶)......مساجد کی نظافت اور صفائی

مسجد درحقیقت اللہ کا گھر ہے، اور جب اپنے گھروں اور گزرگاہوں کی بھی صفائی کا حکم ہے، تو اللہ کے گھر کی صفائی کا حکم کیونکر نہ ہوگا۔

یہ حدیث پہلے گزرچکی ہے کہ حضور ﷺ پر امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے، اور حضور ﷺ نے امت کے برے اعمال میں مسجد میں ناک کی ریزش دیکھی، جسے صاف نہ کیا گیا ہو

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

اَلْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَةٌ وَکَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن البصاق فی المسجد فی الصلاة وغیرها)

یعنی ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے، اور اس کی تلافی اس کو صاف کردینا ہے''

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُوْرُ أُمَّتِيْ حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ

(ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی کنس المسجد، ترمذی)

یعنی'' میرے اوپر میری امت کے اعمال پیش کئے گئے، یہاں تک کہ یہ بھی کہ کوئی تنکا و مٹی جس کو آدمی مسجد سے نکالے''

مطلب یہ ہے کہ تنکا یا کنکر یا میل کچیل جو مسجد سے نکالا جائے، وہ بھی اہم نیکی میں داخل ہے۔

اس لئے مسجد کو صاف ستھرا رکھنا چاہئے، کوئی گندی اور بدبودار چیز مسجد میں نہیں لانی چاہئے، اور نہ ہی کوئی ایسی چیز لانی چاہئے، جس سے مسجد کی صفائی ستھرائی، اور پاکی و احترام میں خلل آئے۔

اسی لئے مسجد میں میلی کچیلی و بدبودار چیزیں رکھنا مسجد کے آداب کے خلاف ہے۔

اور اسی لئے مسجد میں سگریٹ، بیڑی و حقہ پینا جائز نہیں، اس سے مسجد میں بدبو اور فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

اور اسی لئے کوئی بدبودار چیز (کچا پیاز، لہسن، مولی، تمباکو، نسوار وغیرہ) کھانے کے بعد منہ کی صفائی کے بغیر مسجد میں آنا مکروہ ہے۔

اور اسی لئے مسجد میں پاگلوں اور ایسے چھوٹے بچوں کو لانا منع ہے جو پاکی ناپاکی کو نہ سمجھتے ہوں اور مسجد کے آداب کا خیال نہ رکھتے ہوں۔

اگر حفاظت کی غرض سے مسجد میں جوتے لے جانے کی ضرورت ہو تو ان کو جھاڑ کر اندر لے جانا چاہئے، تاکہ ان پر لگی ہوئی مٹی اور گندگی وغیرہ مسجد میں گر کر مسجد کی تعظیم واحترام اور اس کی صفائی و پاکی کی خلاف ورزی کا باعث نہ ہو۔

مسجد میں اگر حفاظت کی غرض سے جوتے رکھنے کی ضرورت ہو تو ان کو سلیقے کے ساتھ ایسے مقام پر رکھنا چاہئے، جس سے مسجد ملوث نہ ہو، اور نماز پڑھنے والوں کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو۔

اگر مسجد کے ساتھ استنجا خانہ وغیرہ بنانے کی ضرورت ہو تو اس کو ایسی جگہ اور ایسے انداز پر بنانا چاہئے کہ پیشاب پاخانہ کی بدبو سے مسجد محفوظ رہے۔

Idara Ghufran

خلاصۂ کلام

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت نے ہر ہر موقع پر صفائی، ستھرائی اور نظافت وپاکیزگی کی تعلیم دی ہے، اور انسان کے جسم اس کے لباس، رہائش اور برتن وغذا وغیرہ ہر چیز میں اس کو پسند فرمایا ہے۔

مگر ہم افسوس کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ بہت سے مسلمانوں نے صفائی اور ستھرائی کو اسلام سے خارج چیز سمجھ لیا، بلکہ بعض نے تو یہ عقیدہ بنالیا کہ نعوذ باللہ صفائی ستھرائی تو کافروں کے مذہب کی چیز ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ میلے کچیلے اور بدبودار حالت میں مساجد میں جماعت سے نماز پڑھنے آجاتے ہیں، حالانکہ مساجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے تو ایسے شخص کو بھی آنے کی اسلام میں اجازت نہیں دی گئی جو غیر اختیاری طور پر کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو، جو دوسروں کی تکلیف وایذاء کا باعث ہو اور کچا پیاز ولہسن کھا کر مساجد میں آنے سے بھی اسی لئے منع کیا گیا ہے۔

آج اس بات کی شدید ضرورت ہے، کہ مسلمان اپنی معاشرت کو اسلامی سانچہ میں ڈھالیں، تاکہ وہ خود بھی راحت وسکون کے ساتھ زندگی گزار سکیں، اور ان کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی تکلیف میں مبتلا نہ ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اسلامی معاشرت کے مطابق زندگی گزارنے، بالخصوص اسلام کے نظافت وصفائی اور پاکیزگی وجمال کے پیش کردہ نظام کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔
اور اس سلسلہ میں پائی جانے والی ہر قسم کی افراط وتفریط اور کوتاہی وزیادتی سے حفاظت فرمائیں۔

آمین!

فقط

محمد رضوان

مورخہ ۲۶/ شعبان/ ۱۴۳۰ھ بمطابق 18/ اگست/ 2009ء

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

باسمہٖ تعالٰی

بسلسلہ: آداب المعاشرت

کھانے پینے کے آداب

p = P

کھانے پینے اور دعوتِ طعام کی اسلامی تعلیمات وہدایات اور سنن وآداب؛ کھانے پینے کے شرعی وطبّی قواعد وضوابط اور فوائد ومنافع مفاسد ومضرات؛ اور علمی وتحقیقی پہلوؤں پر مدلّل بحث

مؤلف

مفتی محمد رضوان

مدیر

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

فون۔ 051-5507270

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530